المنار جرمنی

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

T. I. COLLEGE OLD STUDENTS ASSOCIATION GERMANY

جولائی۔ اگست۔ ستمبر۔2020

المنار جرمنی

بابت ماہ جولائی۔اگست۔ستمبر 2020

بمطابق: وفا۔ظہور۔تبوک 1399 ہجری شمسی

زیرِ نگرانی

پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب

سرپرست تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

چوہدری عبد الغفور ڈوگر

مدیر اعلیٰ المنار

چوہدری محمد کولمبس خاں

ایڈیٹوریل بورڈ

چوہدری منیر احمد باجوہ۔چوہدری نصیر احمد۔عبد الشکور بھٹی

پتہ

Bait us Sabooh

Genferstrasse 11

60437 Frankfurt / M

E-Mail: columbuskhan@gmail.com

اس شمارہ کی تیاری میں مکرم راجہ محمد یوسف خاں صاحب۔ مکرم سیّد معین شاہ صاحب آف لنڈن۔مکرم منیر احمد باجوہ صاحب۔نے عبارت کی درستی اور تزئین کے لئے اپنے مشوروں سے نوازا۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کی منظوری سے

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کو گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان میں مستحق طالب علموں کی مالی اعانت کی توفیق مل رہی ہے۔الحمدللہ کہ اس مد میں قربانی کرنے والے بھائیوں کی تعداد اور رقم کی ادائیگی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

یہ رقم اب جرمنی میں ٹکوسا سکالرشپ فنڈ کے نام پر اور اسی طرح ممبر شپ فنڈ جماعتی رسید بکس پر ادا کی جاسکتی ہے۔جو دوست آن لائین بھجوانا چاہیں ان کی سہولت کے لئے اکاؤنٹ ذیل میں درج ہے۔

AHMADIYYA MUSLIM JAMAAT-BRD

DE 41 5001 0060 0244 0236 04

BIC: PBNKDEFFXXX

حمید احمد چوہدری

سرپرست

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

ارشادِ باری تعالیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مَردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں (کے تقاضوں) کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ اور یتامی کو اُن کے اموال دو اور خبیث چیزیں پاک چیزوں کے تبادلہ میں نہ لیا کرو اور ان کے اموال اپنے اموال سے ملا کر نہ کھا جایا کرو۔ یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

Im Namen Allahs, des Gnädigen, des Barmherzigen.
O ihr Menschen, fürchtet euren Herrn, Der euch aus einem einzigen Wesen erschaffen hat; aus diesem erschuf Er ihm die Gefährtin, und aus beiden ließ Er viele Männer und Frauen sich vermehren. Fürchtet Allah, in Dessen Namen ihr einander bittet, und (fürchtet Ihn besonders in der Pflege der Verwandtschaftsbande. Wahrlich, Allah wacht über euch - .Und gebt den Waisen ihren Besitz und vertauscht nicht Gutes mit Schlechtem, und verzehrt nicht ihren Besitz zusammen mit dem eurigen. Gewiss, das ist eine schwere Sünde.

فرمانِ رسولِ عربیﷺ

إذ بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين، واضعا كفيه على اجنحة ملكين إذا طاطا راسه قطر، وإذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ، فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه إلا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه، فيطلبه حتى يدركه بباب لد، فيقتله ثم ياتي عيسى ابن مريم قوم قد عصمهم الله منه، فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة، فبينما هو كذلك إذ **اوحى الله إلى عيسى** إني قد اخرجت عبادا لي لا يدان لاحد بقتالهم، فحرز عبادي إلى الطور، ويبعث الله ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون، فيمر اوائلهم على بحيرة طبرية، فيشربون ما فيها ويمر آخرهم، فيقولون: لقد كان بهذه مرة ماء۔ويحصر **نبي الله عيسى**، واصحابه حتى يكون راس الثور لاحدهم خيرا من مائة دينار لاحدكم اليوم فيرغب **نبي الله عيسى** و اصحابه فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم، فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة، ثم يهبط **نبي الله عيسى** واصحابه إلى الارض، فلا يجدون في الارض موضع شبر إلا ملاه زهمهم ونتنهم، فيرغب **نبي الله عيسى** واصحابه إلى الله۔

ترجمہ:

عیسیٰ علیہ السلام سفید مینار کے پاس اتریں گے دمشق کے شہر میں مشرق کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا۔ اور جب اپنا سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح بوندیں بہیں گی۔ جس کافر کے پاس عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اس کو ان کے دم کی بھاپ لگے گی وہ مر جائے گا اور ان کے دم کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ پائیں گے اس کو باب لد پر ۔لد شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ سو اس کو قتل کریں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ نے دجال سے بچایا۔ سو شفقت سے ان کے چہروں کو سہلائیں گے اور ان کو خبر کریں گے ان درجوں کی جو بہشت میں ان کے رکھے ہیں۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ **اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجے گا** کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں تو پناہ میں لے جا میرے مسلمان بندوں کو طور کی طرف اور اللہ بھیجے گا یاجوج اور ماجوج کو اور وہ ہر ایک اونچائی سے نکل پڑیں گے۔ ان میں کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے اور جتنا پانی اس میں ہو گا سب پی لیں گے۔ پھر ان میں کے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کبھی اس دریا میں پانی بھی تھا۔ پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے البتہ ہم زمین والوں کو قتل کر چکے۔ آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں۔ تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون میں بھر کر لوٹا دے گا وہ سمجھیں گے کہ آسمان کے لوگ بھی مارے گئے۔ یہ مضمون اس روایت میں نہیں ہے، اس کے بعد کی روایت سے لیا گیا ہے۔ اور **اللہ کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام** اور ان کے اصحاب گھرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر افضل ہو گا سو اشرفی سے آج تمہارے نزدیک یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہو گی۔ پھر **اللہ کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام** اور ان کے ساتھی دعا کریں گے۔ سو اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کے لوگوں پر عذاب بھیجے گا۔ ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہو گا تو صبح تک سب مر جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر **اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام** اور ان کے ساتھی زمین میں اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان سڑاند اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے) یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی ہوئی لاشیں پڑی ہوں گی ۔ پھر **اللہ تعالیٰ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام** اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا یعنی ان کی فطرت میں حضرتِ احدیت نے بندگان خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا ہے پس وہی عشق کی آگ ان سے سب کچھ کراتی ہے اور اگر ان کو خدا کا یہ حکم بھی پہنچے کہ اگر تم دعا اور غمخوارئ خلق اللہ نہ کرو تو تمھارے اجر میں کچھ قصور نہیں تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے اور ان کو اس بات کی طرف خیال بھی نہیں ہوتا کہ ہم کو اس جان کنی سے کیا اجر ملے گا کیونکہ ان کے جوشوں کی بناء کسی غرض پر نہیں بلکہ وہ سب کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔لَعَلَّکَ باخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُونُوا مُؤمِنِین خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے کہ اس قدر غم اور درد کو تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اٹھاتا ہے اس سے تیری جان جاتی رہے گی سو وہ عشق ہی تھا جس سے آنحضرت ﷺ نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی پس حقیقی پیری مریدی کا یہی احوال ہے کہ قوت عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے تا وہ سچے غمخوار بننے کے لائق ٹھہریں جیسے والدین اپنے بچے کے لئے ایک قوت عشقیہ رکھتے ہیں تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے اسی طرح جو شخص صاحبِ قوتِ عشقیہ ہے وہ خلق اللہ کے لئے حکمِ والدین رکھتا ہے اور خواہ نخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے کیونکہ قوتِ عشقی ہے وہ خلق اللہ کے لئے حکمِ والدین رکھتا ہے اور خواہ نخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے کیونکہ قوتِ عشقیہ اس کو نہیں چھوڑتی"

(مکتوب بنام مولوی عبد القادر صاحب، الحکم مؤرخہ 20 / 27 اگست 1898)

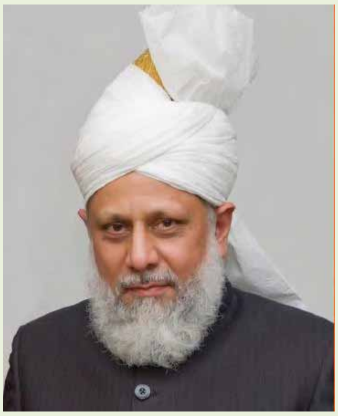

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز

ضروری نہیں کہ یہ عید صرف غریبوں اور مسکینوں ہی کی ہو۔ یہ عیدیں خدا تعالیٰ کی رضا پانے والے اُن مقرّب بندوں کی بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیاوی نعمتوں سے نوازا ہے۔ جنہیں عمدہ لباس اور اچھے کھانے میسر ہیں اور وہ اِن نعمتوں سے نہ صرف خود فیض پاتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے بندوں کے بھی حق ادا کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے کہ وہ کس کو کس طرح نوازتا ہے، کس طریق سے اپنا قرب عطا کرتا ہے۔ بے وقوف ہے وہ شخص جو سمجھتا ہے کہ کانٹوں پر چل کر آنے والا ہی خدا رسیدہ اور مقبول ہو سکتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح خدا کی مختلف صفات ہیں اسی طرح اس کے پاس پہنچنے کے راستے بھی مختلف ہیں۔ بعض لوگ اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ بزرگی کے اِسی خود ساختہ معیار کے باعث حضرت خلیفة المسیح الاوّلؓ سے قادیان میں ایک ہندو نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نسبت سوال کیا کہ کیا وہ بادام اور روغن کھالیتے ہیں؟۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اثبات میں جواب دینے پر اس نے حیرت کا اظہار کیا جیسے اُسے یہ بات بھائی نہیں۔ خدا رسیدہ لوگوں کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ دنیا سے کٹ کر رہیں اصل یہ ہے کہ نہ اچھا کھانا خدا کی محبت کا ثبوت ہے اور نہ فاقہ کرنا اُس کے قرب کی دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں دونوں ہی پہلو نظر آتے ہیں اور آپ سے بڑھ کر تو کسی کو قربِ الٰہی کا مقام مل ہی نہیں سکتا۔ یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ نہ امارت سے محبتِ الٰہی ملتی ہے اور نہ صرف غربت سے مل سکتی ہے۔ خدا کی محبت کی اصل راہ وہ ہے جو اُس کی مرضی کے مطابق ہو۔ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت کا مقام حاصل کرتے ہیں وہ اِسی دنیا میں ہمیں نظر آتے ہیں، ہمارے اندر ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے دِل اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے ہوتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کی عید، حقیقی عید ہوتی ہے۔

پیغامِ صدر

(مکرم عبد الغفور صاحب ڈوگر صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی)

عزیز برادران!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ سب خیریت سے اسکی حفظ و امان میں ہوں اور ہمیشہ رہیں۔ دنیا کے حالات میں جس قسم کی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان سے نپٹنے کے لئے تمام دنیا میں ایک خوف کا سماں ہے اور مستقبل قریب میں کرونا پینڈیمک سے نجات کے آثار دکھائی نہیں دے رہے۔ حکومتیں جانی اور مالی نقصانات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یورپی فلاحی ریاستوں کا نظام اس موقعہ پر باقی دنیا کی نسبت بہتر طریق پر نبرد آزما ہے۔ جماعت احمدیہ جو ایک وجود کی حیثیت رکھتی ہے اور کسی ایک کو تکلیف پہنچے تو سب اس کو محسوس کرتے ہیں۔ پچھلے چند ماہ میں کرونا کی وجہ سے اموات ہوئیں جو بڑے دکھ کا موجب بنیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کو علاوہ چند سوشل سرگرمیوں کے پاکستان میں مستحق طالب علموں کے لئے کئی سال سے جاری کردہ فنڈ میں ہر سال پہلے سے بڑھ کر قربانی کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ۔ تمام معاونین ہماری خصوصی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اسی طرح ممبران کی خدمت میں درخواست ہے کہ سالانہ چندہ ممبری بھی جنکا ابھی بقایا ہے براہِ کرم جلد ادا کردیں۔

آپ کے علم میں آچکا ہوگا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق صدر کے علاوہ جرمنی کی مجلس عاملہ جو اپنی تین سالہ مدت اس سال پوری کر رہی ہے کا انتخاب ہوگا۔ اس سلسلہ میں جلد ہی پلان تیار کرکے اعلان کردیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اس سے اگلا انتخاب 2022 میں پوری عاملہ مع صدر کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر رنگ میں تعمیل ارشاد کی توفیق بخشے۔ آمین

ایک بائیک ٹور کا اہتمام ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی زیر نگرانی مورخہ 28 جون 2020 کو ہوا۔ جسے بہت پسند کیا گیا۔ اس کی مزید تفصیل المنار میں دوسری جگہ دی جارہی ہے۔ ہمبرگ میں اجتماعی طور پر یہ پروگرام نہیں ہو سکا لیکن آج کل کے حالات کے مطابق مکرم رضا الدین صاحب اور ان کے بیٹے عزیزم ثمر احمد مکرم رشید الدین صاحب۔ عزیزم درمان احمد اور مکرم ساجد محمود صاحب نے دُور سے ہی لیکن عملاً شمولیت کرلی۔

تمام بھائیوں کی خدمت میں عاجزانہ گزارش ہے کہ جس کے پاس پرانی کالج دور کی تقریبات وغیرہ کی فوٹوز ہیں وہ ناموں کی تفصیل کے ساتھ ہمیں بھجوادیں۔ آجکل موبائل فون اور وٹس ایپ کی سہولت ہر جگہ میسّر ہے۔ اس لئے آپ کی معمولی سی کوشش عظیم تاریخی سرمایہ کو محفوظ کرسکتی ہے۔ خاکسار کا فون جو ذیل میں درج ہے اس پر یہ فوٹوز بھجوا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس تنظیم کی بہتری کے حوالے کسی بھائی کے ذہن میں کوئی تجویز آئے تو آڈیو میسج کے ذریعہ بھی بھیج سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

والسلام

آپ کی دعاؤں کا محتاج

عبد الغفور ڈوگر

صدر۔ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

+49 178 5613592

قدرتِ ثانیہ
نظامِ خلافت

لے کے آتا جو بھی ہے پیغام اُس دلدار کا
وہ پیمبر ہے جہاں میں واحد و قہار کا

تُو بناتا ہے پیمبر جسکو اس سنسار کا
بھیج کر نگران ہوتا ہے تُو اُس دلدار کا

ساتھ اُس کے چلتی ہے تائید و نصرت کی ہوا
وہ پتا دیتی ہے باہم، اُس سے تیرے پیار کا

اُس کے ہاتھوں سے کراتا ھے تُخم ریزی تُو خود
اُس کی جانب پھیرتا ہے رُخ سبھی سنسار کا

قدرتِ ثانی ہے آتی تیرے فرماں کے طفیل
کیا پیارا باغباں ہے آج اس گلزار کا

قدرتِ اُولیٰ ہو یا ہو قدرتِ ثانی تیری
تُو ہی حافظ، تُو ہی ناصر، خود سپہ سالار کا

آسمانی ہے نظامِ قدرتِ ثانی تیرا
ہے یہ رستہ میرے پیارے تیرے دیدار کا

ہے یہ بحرِ علم و عرفاں، باعثِ برکت نظام
ہے یہ مظہر اس جہاں میں آج تیرے پیار کا

لے کے چلتا ہے یہ پرچم خالص توحید کا
دُور کر دیتا ہے یہ ہر یک غمِ اغیار کا

سارے جھنڈوں سے بلند اُڑتا، علَم توحید کا
جس سمت رُخ پھیرتا ہے تُو علمبردار کا

بادشاہوں کے نہیں بس میں کریں قائم اسے
سلسلہ ہے آسمانی، نہ کہ دنیا دار کا

سب نظاموں سے ہے افضل آج کائنات میں
حکم دنیا تک پہنچاتا ہے تیرے دربار کا

اس کا نگراں ہر قدم، اوّل بھی تُو آخر بھی تُو
کچھ نہیں ہے دخل اس میں عالم و دیندار کا

ہے یہی انمول جگ میں، نعمتِ عظمیٰ منیر
عقل سے بالا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

(منیر باجوہ)

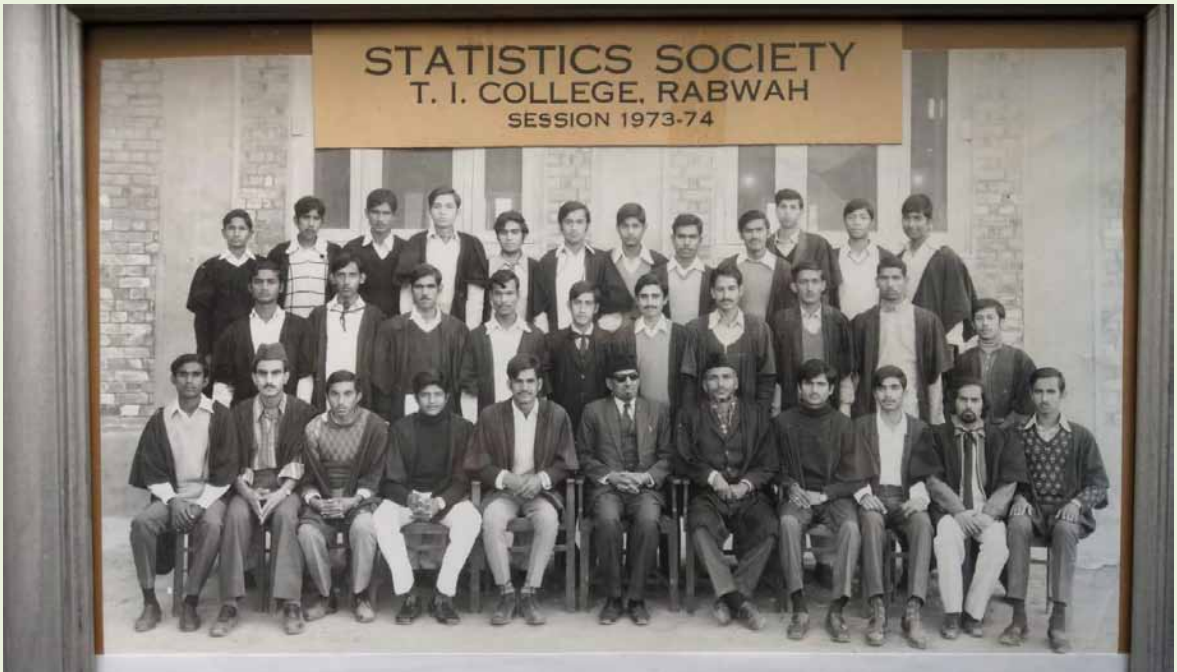

Chairs (L to R): Naeem Ahmad Nasir , Muhammad Ahmad , Dawood Ahmad (4th.y), Muzaffar Ahmad Bajwa (2nd y. ,Joint Secretary), Nasir Ahmad (4th y., President), Ch. Muhammad Ali (Principal), Professor Said-ullah Khan, Saleem Ahmad Toor (3rd y.,Secretary), Zahid Mahmood (1st y. Assit.Secretary), Muhammad Sadiq (3rd y.), Abdul Karim (3rd y)

2nd Row (L to R) : Ijaz Ahmad (1st y), Muhammad Jalil Ahmad (3rd y), Munir Hussain (3rd y), Rafiq Ahmad (3rd y), Kaleem Ahmad (3rd y), Muzaffar Ahmad (3rd y), Irshad Ullah (3rd y), Azhar Hussain (2nd y), Muhammad Yar (2nd y), Mubarak Ahmad Solangi (1st y)

3rd Row (L to R): Tariq mahmood (1st y), Khalid javed (1st y), Sajjad Haider (1st y), Fazlur Rehman Anwar (2nd y), Riaz-ud-Din Shams (2nd y), Umar Ahmad Munir (2nd y), Naghman Ahmad (1st y), Muhammad mubashar Ahmad (2nd y), Basharat-ur-Rahman Zirvi (2nd y), muhammad Akmal (2nd y), Qazi Muhammad Aslam (2nd y), Nasir Ahmad Jamil (1st y)

جب بھی وہ عہد کا حسیں بولے
عرش بولے، کبھی زمیں بولے

جب وہ بولے تو ساتھ ساتھ اس کے
ذرّہ ذرّہ بصدیقیں بولے

چاند سورج گواہی دیں اس کی
اُس کا منکر نہیں نہیں بولے

شور برپا ہے صحنِ مقتل میں
بر سرِ دار اک حسیں بولے

اشک ہی تھے جو چپ رہے، یعنی
اشک ہی تھے جو بہتریں بولے

کب کرے اپنے جرم کو تسلیم
کس لئے مارِ آستیں بولے

یہ ہمارا ہی حوصلہ ہے میاں
قتل ہو کر بھی ہم نہیں بولے

قتلِ ناحق پہ کس لئے مضطر
چپ رہے آپ، کیوں نہیں بولے

(پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب مرحوم)

حرمتِ اقدار کا نام و نشاں کوئی نہیں
بے حِسوں کی بھیڑ ہے، بھاگو، یہاں کوئی نہیں

تھا زمیں پر شہر جو اِک گوشۂ باغِ اِرم
آج اُس گلشن کی خاطر باغباں کوئی نہیں

تم بھی دیواروں سے باتیں کر رہے ہو آج کل
کیا تمھارا بھی جہاں میں رازداں کوئی نہیں

وقتِ مشکل بے وفائی، باندھ کر عہدِ وفا
اِس سے بڑھ کر ظلم زیرِ آسماں کوئی نہیں

دیکھنا ہر اک مسافر کو ہے زعمِ رہبری
کارواں کے ساتھ میرِ کارواں کوئی نہیں

وقت کا پردہ ہے اپنے وقت پر اٹھ جائے گا
ورنہ میرے اور اُس کے درمیاں کوئی نہیں

اِس قدر خائف نہ جانے موت سے کیوں لوگ ہیں
زندگی سے بڑھ کے یوسف امتحاں کوئی نہیں

(راجہ محمد یوسف خان)

7

مسیحِ پاک کے پیارو! نصیب والے ہو

(کلام حضرت سیّد محمد شاہ صاحب سیفیؔ مرحوم۔ بیج بہاڑہ کشمیر)

(بدر قادیان۔18۔اپریل۔1968)

مسیحِ پاک کے پیارو نصیب والے ہو　　نگاہِ ناز کے پروردہ اور پالے ہو
ہزار شکر کہ ہے احمدیت عالمگیر　　ہزار شکر کہ ظلمات میں اُجالے ہو
پئے اشاعتِ اسلام محوِ خدمت ہو　　برائے معترض اوہام کے ازالے ہو
ہمارے زورِ دلائل سے سب ہیں متاثر　　خدا کے فضل سے ممتاز ہونرالے ہو
رکھو نہ خوفِ حوادث حفاظت حق ہے　　ازل سے ایزدِ متعال کے حوالے ہو
الی المعاد ہے مشروط خدمتِ قرآں　　نئی زمین نئے آسمان والے ہو
مطیعِ مہدیٔ دوراں! قدم بڑھائے جا　　کہ ہو مکمل وہ کام جو سنبھالے ہو
امام حق کی اطاعت بڑی سعادت ہے　　عروج پر ہو ترقی میں در کمالے ہو
الٰہی فضل سے تبلیغِ دیں کے کر ساماں　　الٰہی توڑنے والے دلوں کے تالے ہو
یہ دورِ ثانی و ثالث یقینی ہے سیفیؔ　　دلِ گداز سے کیا کیا گہر نکالے ہو

جرمنی کے نامور احمدی سائینسدان مکرم ڈاکٹر سیّد بشارت احمد شاہ صاحب کیلئے

ایک نیا اعزاز

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ممتاز یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر سیّد بشارت احمد شاہ صاحب آف کشمیر (بھارت) حال جرمنی کو ویٹرنری میڈیسن اینڈ انیمل سائینسز میں بالس برج انٹرنیشنل یونیورسٹی Ballsbridge International University نے ویٹرنری میڈیسن کے شعبہ میں ان کی شاندار تعلیمی کامیابیوں، تدریسی اور تحقیقی کاوشوں کے اعتراف کے طور پر ڈاکٹر آف ویٹرنری میڈیسن اینڈ انیمل سائنسز سے نوازا ہے۔ بالس برج یونیورسٹی ایک اوپن بین الاقوامی یونیورسٹی ہے جس کا صدر دفتر ڈومینیکا میں ہے اور دنیا بھر کے 17 سے زیادہ ممالک میں کیمپس ہیں، خاص طور پر امریکہ، ارجنٹائن، کینیڈا، امریکہ، آئرلینڈ، آسٹریا اور گھانا۔ پروفیسر سیّد بشارت احمد صاحب بالس برج یونیورسٹی کے اڈجنکٹ فیکلٹی ممبر (ایف بی یو) ہونے کے علاوہ اعلیٰ تعلیمی بین الاقوامی نیٹ ورک برائے کوالٹی ایشورنس ایجنسیوں کے بورڈ آف کوالٹی اسٹینڈرڈز (ایف بی کیو) میں فیلو ممبر بھی ہیں۔ ڈاکٹر سیّد بشارت احمد صاحب پہلے سے ہی متعدد قومی اور بین الاقوامی ایوارڈز اور سندات حاصل کر چکے ہیں۔ آپ امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، جرمنی، بیلجیئم، لکسمبرگ، چین، جنوبی افریقہ، آسٹریلیا، نیدرلینڈز، آسٹریا، اسپین، فرانس، کروشیا، سربیا، پولینڈ، اٹلی، ترکی، مشرقِ وسطی۔ تھائی لینڈ، سنگاپور، ہندوستان اور پاکستان میں مختلف کانفرنسوں میں اپنے سائینسی مقالات کو پیش کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کو 28 سے زیادہ بین الاقوامی سائنسی اور شہری تنظیموں کے لائف ممبر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب آسٹریا کی ایک گلوبل کمپنی میں بطور سینئر کارپوریٹ سائینسدان کے طور پر کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ وہ جرمنی کے عدالتی نظام میں اعزازی جج بھی ہیں۔ آپ حضرت سیّد سیف اللہ شاہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے ہیں۔ آپ کے والد مرحوم مکرم سیّد محمد شاہ صاحب سیفیؔ مستجاب الدعوات بزرگ اور کشمیر کی ایک معزز اور معروف علمی شخصیت تھے۔ آپ خدمتِ سلسلہ میں بھی ہر سطح پر پیش پیش ہیں۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو مکرم ڈاکٹر صاحب۔ انکے خاندان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے ہر لحاظ سے مبارک اور باعث برکت بنائے اور مزید اعزازات کا پیش خیمہ بنائے نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو آپ کے حق میں بھی قبول فرمائے آمین۔

ایک عجیب واقعہ

(مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب ڈوگر مرحوم)

محترم چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں جب مہتمم مقامی ہوا کرتے تھے خاکسار (مدیر المنار) کو ان کے ساتھ اپنی نہایت اوائل عمری میں خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ الحمدللہ اس وقت سے جذبہ خدمتِ دین میں انکی تربیت کا اثر قائم ہے۔ انکی نیک یادیں ہمارے دل و دماغ میں اس طرح پیوست ہیں کہ ان کی طرح خادمانہ روح کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کو بغیر انعام کے لالچ کے انجام دیتے ہوئے ہمیشہ راحت محسوس ہوتی ہے۔ محترم ڈوگر صاحب کو اپنے محبوب مطاع سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ 1949 میں سندھ کے سفر پر معیّت نصیب ہوئی اور حضور رضی اللہ عنہ کے توکل الی اللہ پر ایک ایمان افروز واقعہ جس کا انہوں نے مشاہدہ کیا اور اپنی کتاب یادِ حبیب میں بیان کیا اسے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

مدیر المنار محترم چوہدری عبدالعزیز صاحب ڈوگر کے ہمراہ جلسہ سالانہ کے موقع پر

صفحہ 46 تا 48۔ "یادِ حبیب" میں لکھتے ہیں:

ایک عجیب واقعہ جو دوران سفر پیش آیا وہ عرض کرتا ہوں۔ اس وقت تو کچھ ایسے محسوس نہ ہوا مگر بعد میں جوں جوں زمانہ کو دیکھا اور حالات پر غور کیا توں توں حضور کی شانِ غنی اور توکل الی اللہ پر یقین بڑھتا گیا اور اب تک اس واقعہ کا اثر ہے۔ کراچی سے کچھ مہمان حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں عصر کے بعد ایک ٹی پارٹی کا اہتمام حضور نے اپنے ناصر آباد والے خوبصورت باغ میں کروایا۔ جس کے آم اتنے لذیذ اور خوش ذائقہ ہیں کہ بڑے بڑے لوگ ہر موسم میں منتظر رہتے تھے۔ کہ کب یہ موسم آئے تو ہم حضور کی طرف سے آموں کا تحفہ وصول کریں۔ یہ عرض کرتا چلوں کہ حضور کی طرف سے ایک لسٹ ہر سال مینجر ناصرہ آباد کو بھجوادی جاتی کہ فلاں فلاں کو آموں کا تحفہ بھجوادیا جائے۔ پاکستان کے چوٹی کے سیاسی لیڈر اور دیگر معززین کو فہرست کے مطابق آموں کی پیٹیاں بھجوادی جاتی تھیں۔

جب چائے کی تقریب کا اہتمام اس باغ میں کیا گیا۔ کچھ مجلس ہوئی۔ خورد و نوش کے بعد ایک صاحب اٹھے۔ انہوں نے ایک سونے کا میڈل حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے استفسار فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ حضور یہ حبیب بنک سے جب چاہیں اور جتنا چاہیں کیش حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں آپ کے اکاؤنٹ کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ میڈل ہی کافی ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ میڈل صرف چھ سات افراد کے پاس ہی ہے جو اس بنک کے مالک ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ آپ نے اس بنک پر اس وقت احسان کیا تھا جب ہم نے اس کو شروع کیا۔ ہماری مدد کے لئے اس وقت کوئی مسلمان لیڈر آگے نہ آیا۔ ہم نے سارے انڈیا میں بڑی کوششیں کی تھیں۔ تب ہم قادیان میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری خواہش پر اپنی طرف سے ہماری مدد فرمائی۔ اور پھر اپنی جماعت کو بھی ہدایت فرمائی کہ یہ مسلمانوں کا پہلا بنک ہے اس کی ہر ممکن مدد کریں۔ آپ کی دعا اور تعاون سے آج یہ بینک پاکستان مین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ مگر آپ ہجرت کر کے خالی ہاتھ وہاں سے آئے ہیں۔ آپ کو ضرورت ہوگی اس لئے یہ میڈل آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ نیز عرض کیا آپ ربوہ ایک ایسی جگہ آباد کر رہے ہیں اگر وہاں یا کسی اور جگہ صنعت کے میدان میں کوئی کارخانہ لگانا چاہیں تو جس قدر مالی امداد کی ضرورت ہو وہ آپ کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔ وہ دوست سیٹھ حبیب تھے جو حبیب بنک کے بانی تھے۔ کچھ دیر مجلس رہی۔ پھر انہوں نے واپسی کے لئے اجازت اور رخصت چاہی۔ جب حضور انہیں الوداع کرنے لگے تو حضور نے فرمایا ٹھہریں۔ ہم اپنے مہمان کو خالی ہاتھ نہیں بھجوانا چاہتے۔ پھر وہی میڈل آپ نے ان کو دے دیا اور فرمایا آپ کا تحفہ مجھے مل گیا اور ہم اب یہ آپ کو دے رہے ہیں۔ وہ کچھ پریشان ہوئے کہ یہ کیا ہوا۔ حضور نے فرمایا سیٹھ صاحب ہمارا خدا ہماری سب ضرورتیں پوری کرتا ہے اور کبھی وہ وقت نہیں آیا جب اس نے ہماری ضرورت پوری نہ کی ہو۔ اس میڈل کو لے کر میں اپنے خدا کی ناشکری نہیں کر سکتا۔ یہ بھی ایک شرکِ خفی ہو گا کہ اس سے ہم اپنی ضرورت پوری کریں۔ ہمارا خدا ہمارا ضامن ہے وہ ہماری سب ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اس لئے میں آپ کا تحفہ شکریہ کے ساتھ اور محبت بھرے جذبات کے ساتھ آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ رہا سوال صنعت کے لئے روپیہ کا حصول تو ہم کو خدا نے اس کام کے لئے بنایا ہی نہیں۔ ہمیں خدا کا نام ساری دنیا میں پھیلانا ہے اور دن رات اسی فکر میں رہتے ہیں اللہ اللہ کس قدر پختہ یقین ہے خدا پر۔ دنیا دار حصول زر کے لئے آج کیا کچھ نہیں کر رہے۔ بنکوں سے قرضے پر قرضے لے کر ہضم کرتے جا رہے ہیں اور واپس نہیں کرتے۔ اور ایک خدا کا بندہ ہے دولت گھر پر آتی ہے مگر اس دولت پر نظر نہیں۔ نظر ہے تو اس خدا پر ہے جو ساری کائنات کا رازق ہے۔

اسلامی جمہوریہ جرمنی

محمد کولمبس خاں

اسلامشے ریپبلک ڈوئیچلانڈ۔ جرمن زبان میں۔ اسلامی جمہوریہ جرمنی۔ کے الفاظ سُن کر کرنل گستاف کے گویا کانوں سے دُھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ "کیا مطلب؟" ان کے اضطراب کو گویا نظر انداز کرتے ہوئے میں نے پھر دوہرا دیا تاکہ ان کو تسلی ہو جائے کہ اُنہوں نے صحیح سنا ہے۔ اسلامشے ریپبلک ڈوئیچلانڈ ۔اسلامی جمہوریہ جرمنی۔ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان یا اسلامی جمہوریہ ایران سے بخوبی آگاہ تھے۔ اس سے پہلے ان سے میری قومی اور بین الاقوامی معاملات پر سینکڑوں دفعہ گفتگو ہو چکی تھی۔ جیسے میں ان کے زاویہ نگاہ سے واقف تھا وہ بھی میرے نظریات سے آگاہ تھے۔ امریکہ اور روس کے معاملہ میں ہمارے درمیان کسی حد تک ہمیشہ اختلاف رہا۔ آرمی میں ملازمت کے دوران سے وہ امریکہ نواز تھے اور بعد میں بھی یورپ میں رُوسی بالا دستی کے اندیشے کے پیشِ نظر اس کے موقف میں تبدیلی نہیں آئی۔

جرمنی جو صنعتی لحاظ سے دنیا کا ترقی یافتہ ملک ہے لیکن ماضی کے تلخ تجربات کی بدولت یہاں حکومت ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتی ہے اور عوام بھی کسی حد تک کنزرویٹو ہیں۔ خاص طور پر کوئی تمدنی معاملہ ہو تو اپنے احساسِ برتری اور اپنے تمدن میں کسی مشرقی طرز کی تبدیلی کو گویا بدعت سمجھتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر علاقہ میں کرایہ کی جگہوں کے بجائے ہماری اپنی ایک مسجد کی ضرورت شدت اختیار کر چکی تھی۔ ایک طرف جگہ ملنی دشوار تھی۔ دوسرے مقامی آبادی کی مخالفت اور قانون میں کئی قسم کی روکاوٹیں بھی موجود تھیں۔ اتحادِ جرمنی سے قبل 1989 میں برادرم حبیب اللہ طارق صاحب اپنی فیکٹری کی جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے کسی وسیع جگہ پر منتقل ہونے کی پلاننگ میں تھے اور اس لئے بنک والوں سے رابطے میں تھے کہ ایک روز انہیں ایک پراجیکٹ بتایا گیا جو کسی بڑے زمیندار کا آبادی میں ساڑھے چھ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ڈیرہ تھا۔ انہیں مسجد کی ضرورت کا علم تھا جسے جلد ہی باہم مشورہ کر کے نیلامی میں زیادہ بولی دے کر خرید لیا گیا۔

ہمارے اس ساڑھے چھ ایکڑ کے پلاٹ جس میں بہت بڑی بلڈنگ بھی تھی کے اردگرد ایک نصف دائرہ میں سڑک پر مکانات تھے جو وقتاً فوقتاً اسی مالک سے جگہ خرید کر بنائے گئے تھے۔ یہیں کرنل گستاف کا مکان بھی تھا۔ جب انہیں پتہ چلا کہ یہاں مسلمان آگئے ہیں اور بننے والی مسجد اور ان کے گھر کے درمیان ایک چھوٹا سا گراسی پلاٹ ہے۔ یہ سوچ کر کہ آذان کی آوازیں ڈرائینگ روم کے اندر تک سنائی دیں گی ان کے تو اوسان خطا ہو گئے۔ دوسری جانب ایک اور مخالف گروپ کی کوشش سے جلد ہی مقامی باشندوں پر مشتمل مسجد کی تعمیر کے خلاف ایک باضابطہ تنظیم کا قیام عمل میں آگیا اور جمہوری طریقے سے اس تعمیری پلان کو روکنے کے لئے لوگوں سے دستخط لئے جانے لگے۔ لاتعداد صحیح اور غلط باتیں جو بعض مسلمانوں کے وطیرہ کی بدولت تعصّبات کی صورت میں مغربی معاشرہ میں گردش کر رہی تھیں ان کو اچھالا جاتا رہا اور کوئی مکالمے کی صورت بھی نہ بن سکی۔ ایک روز ایک جمعہ بازار طرز کی ایک مارکیٹ میں کرنل گستاف صاحب مجھے اتفاقاً ملے اور معمول کے مطابق سلام دعا کے بعد انہوں نے مسجد کی تعمیر کی بابت بات کرنی چاہی۔ ہمارے لئے ہر لفظ منہ سے نکالنے سے پہلے اسے اچھی طرح جانچنا ضروری تھا کہ کہیں مفہوم میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو جائے۔ میں نے گستاف صاحب سے اس بنیاد پر گفتگو کو وہیں ختم کر دیا کہ اس کے لئے وقت زیادہ درکار ہے۔ ہم اسوقت بازار میں ہیں اور چند منٹ میں مکمل وضاحت نہیں کی جا سکتی۔ ان سے گزارش کی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں یا میں آپ کے ہاں حاضر ہو جاؤنگا اور آرام سے بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ہمارے قریب ترین ہمسایہ ہیں۔ اگلے روز ہی طے شدہ وقت پر میں ان کے ہاں پہنچ گیا اور مختصر ذاتی تعارف کے بعد اصل موضوع پر گفتگو ہونے لگی۔ اگرچہ ان کے اندیشے برقرار تھے لیکن رخصت لیتے ہوئے اجنبیّت کسی حد تک کم ہو چکی تھی۔

وہ سٹاف کالج ہمبرگ میں لیکچرار بھی تھے جہاں پاکستان سمیت بیرونی ممالک سے اعلیٰ فوجی افسران مزید تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ میری فوج سے معمولی سی وابستگی کی وجہ سے ہمیں ایک دوسرے کی تفہیم میں کافی آسانی پیدا ہو چکی تھی اور ہماری مسجد کی پلاننگ۔ لوگوں کی آمد و رفت۔ پارکنگ وغیرہ پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک روز میں نے ان سے دوران گفتگو کہا کہ آپ کو پتہ ہے میرے بچے ہیں اور انہوں نے یہیں رہنا ہے۔ اور میں جرمنی کے آئین کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اگر مسجد کی تعمیر پر پابندی رہتی ہے تو میں خود تو اس بات پر ذہنی سمجھوتہ اور اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لئے دلائل بھی تخلیق کر لوں گا۔ لیکن یہاں کے پروان چڑھے بچوں کو اِس آئین کی حرمت کا قائل نہیں کر سکوں گا جس میں بے شک مذہبی آزادی کو بنیادی انسانی حقوق میں شامل تو کیا گیا ہے لیکن اس پر عمل میں روکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہوں۔ کرنل گستاف جنہوں نے وفاقی جمہوریہ جرمنی کے آئین پر حلف اٹھایا ہوا تھا کہ:

"میں وفاق جمہوریہ جرمنی کی وفاداری کے ساتھ خدمات انجام دینے اور جرمن عوام کے حق اور آزادی کا بہادری سے دفاع کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ خدا مجھے اس کی توفیق دے"۔ وہ اس آئین کی ایک ایک شق کو مقدس سمجھتے تھے۔ یہ بات سنتے ہی گویا نیند سے جاگ اُٹھے۔ ہماری بات چیت جاری رہی اور پھر تو مسجد کی تعمیر اب ان کا اپنا ہی مشن بن گیا۔ لوکل کونسل۔ ڈسٹرک کونسل۔ حتیٰ کہ ہائی کورٹ تک مقدمہ میں حصول کامیابی تک باوجود بعض دائیں بازو کے سیاست دانوں کی طعنہ زنی کے بھرپور ساتھ دیتے رہے۔

جرمنی میں دوسرے کو "آپ" کہہ کر مخاطب کرنا تعظیم کا حصّہ سمجھا جاتا ہے لیکن قریبی رشتہ داروں اور دوستوں سے "آپ" کہہ کر نہیں بلکہ بے تکلفی سے "تو" کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے جیسے انگریزی میں یُوہے۔ ہمارا اخلاص پر مبنی دوستانہ تعلق کافی بڑھ گیا اور بچوں کی شادیوں وغیرہ کی تقریبات میں شمولیت سے انہیں ہمارے تمدن کو قریب سے جاننے کا موقع ملا۔ ایک روز انہوں نے تجویز کیا کہ اب تک ہم "آپ" کے ذریعہ ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے رہے ہیں کیوں نہ یہ تکلف ختم کر دیں اور میں (گستاف) چونکہ عمر میں بڑا ہوں اور ہماری فوج میں رواج ہے کہ بڑا ہی پہل کرتا ہے۔ ان کی اس پہل کے بعد ہم۔ آپ سے "تو" کا ساماں ہوگئے۔

مسجد کی تعمیر کے پراسس میں منظوری ا۔ پھر تعمیری مراحل میں کئی سال لگ گئے۔ باوجود بعض مخالفین کی تکلیف دہ باتوں کے ہر مرحلے پر اس نے ساتھ دیتے ہوئے یہی کہا کہ "وہ اپنا آئینی فریضہ ادا کر رہا ہے اور ہمارے اوپر کسی قسم کا کوئی احسان نہیں کر رہا"۔ اور آخر کار 2019 اکتوبر میں لگ بھگ دو سو نمازیوں کے لئے دو منزلہ مسجد بن گئی۔ الحمد للہ

خاکسار اُس روز اسی کے گھر مدعو تھا جب میں نے اسلامی جمہوریہ جرمنی کہہ کر اسے ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی قربت کے باوجود میں اُس کے ملک (جس ملک کا میں بھی شہری بن چکا تھا) کے آئین کو تسلیم نہ کرتے ہوئے وفاقی جمہوریہ جرمنی کے بجائے اسلامی جمہوریہ جرمنی کہہ دونگا۔ لیکن اسے یہ بھی یقین تھا کہ میں نے جو کہا ہے کچھ سوچ سمجھ کر ہی کہا ہوگا اور اس کو بے قراری محسوس ہونے لگی کہ میں اس کی وضاحت بھی کروں۔

میں نے بتایا کہ قرآن مجید جو اس کے گھر میں سامنے شیشے کی الماری رکھا تھا یہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ایک مقدس ترین آئین کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں لگ بھگ سات سو احکامات ہیں۔ معاشرہ میں انسانوں کے ایک دوسرے پر حقوق و فرائض درج ہیں۔ مثلاً ناپ تول کا حکم ہے۔ یہاں ایک گرام کی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ اسلام کا سادہ سا حکم ہے لین دین کے وقت لکھت پڑت کر لیا کریں۔ یہاں دس سینٹ کی چیز لیں تو رسید دی جاتی ہے۔ راستے کے حقوق۔ سچی گواہی۔ رشوت سے پرہیز۔ کنبہ پروری سے گریز۔ دیگر حقوق العباد وغیرہ اور انسانی ہمدردی۔ مثلاً مسلمانوں کے ہی ہاتھوں ظلم سے تنگ آئے ہوئے مسلمانوں کی سمندروں میں ہلاکت پر انسانی المیہ

کے حل کے لئے ایک ملین لوگوں کو ملک میں داخل ہونے کی اجازت دینا اور مقامی باشندوں جیسی سہولیات فراہم کرنا۔ میری دانست میں یہ سب قرآن میں مذکور احکامات کی تعمیل اور اسلامی اخلاق کا مظاہرہ ہی تو ہے۔ انہیں قدرتی طور پر اپنے ملک کی بابت یہ ستائش بھری باتیں بھلی لگتی تھیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآنی ارشادات کی کثرت سے حکم عدولی کرنے والوں کے ملک کو اگر اسلامی کہا جا سکتا ہے پھر جرمنوں کا ملک تو اسلامی جمہوریہ کہلانے کے لئے درجہ اولیٰ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

یہ ہے ہماری مسجد بیت البصیر !

خوشی سے سرشار یہاں پیدا ہونے والے مہدی آباد کے ایک مخلص نوجوان مکرم دانیال ودود صاحب جو ٹکو سا طلبہ فنڈ میں نمایاں قربانی کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ ایک سابق طالب علم مکرم جعفر احمد خاں صاحب ابن مکرم رانا عبدلجبار صاحب مرحوم مورخہ چودہ مئی 2020 ہارٹ اٹیک کی بدولت ہمبرگ جرمنی میں ایک لمبی بیماری کے بعد اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کے دادا جان مکرم غلام قادر خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت بخشی تھی۔ مکرم جعفر صاحب 1976 میں جرمنی آئے اور موجودہ جماعت مہدی آباد کے ابتدائی ممبروں میں سے تھے۔ چند سال بعد ہمبرگ منتقل ہو گئے۔ جماعتی تقریبات کے موقعہ پر عموماً ضیافت کے شعبہ میں ڈیوٹی کی توفیق پائی۔ قران مجید کی تلاوت باقاعدہ کرتے تھے۔ ملنسار اور دوست نواز تھے۔ جرمنی کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر ہمبرگ میں شعبہ ضیافت میں خدمت کی توفیق پائی ۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے دو بیٹیاں اور دو پوتیاں پانچ نواسیاں نواسے چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے تدفین کے لئے میّت کو پاکستان بھجوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور انکی اولاد در اولاد کو سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الوریٰ ہوا

(چیف سیّد معین شاہ۔ لندن)

چیف سیّد معین شاہ گومبولانگو

پنجاب پاکستان کے ضلع ننکانہ صاحب میں ایک چھوٹے سے گاؤں شاہ مسکین میں خاکسار کی 1949 میں آنکھ کھلی تب سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد رہا۔ داداجان محترم سیّد ولایت شاہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت کی سعادت معہ اپنے چار برادران 1903 میں ہوئی۔ صدیوں سے ہماری ایک گدی چلی آ رہی تھی۔ یہاں ہر سال ایک میلہ لگتا جس میں ہزاروں مرید شامل ہوتے اور چڑھاوے چڑھاتے۔ اب ان بزرگان نے انہی ایّام میں مقامی جلسہ سالانہ منعقد کرنا شروع کر دیا جس میں ارد گرد کی جماعتیں اور بڑی تعداد میں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوتے۔ اس موقعہ پر مرکز سے علماء سلسلہ تقاریر کے لئے بھجوائے جاتے۔ الحمدللہ۔

سیّد محمد امین شاہ صاحب مرحوم واقفِ زندگی

گاؤں میں صرف اپنے ہی خاندان کے چند گھر آباد تھے۔ قریبی گاؤں بھولے شاہ میں تعلیم کے لئے مڈل سکول تک کا انتظام تھا۔ جس کے بعد نویں کلاس کے لئے مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں داخل کرا دیا گیا۔ والد صاحب محترم سیّد محمد امین شاہ صاحب معلم اصلاح و ارشاد واقف زندگی اور کتھو والی چک 312 ج ب فیصل آباد میں متعیّن تھے۔ اسی طرح داداجان نے بھی کاشتکاری کے لئے ملازم رکھ کر خود کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیا تھا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ داداجان کی خواہش تھی کہ خاکسار جامعہ احمدیہ میں پڑھ کر خدمت کرے جبکہ مجھے اوورسیئر بننے کا شوق تھا۔ اس خواہش پر کہ تعلیم کی تکمیل کے بعد خدمتِ دین کروں مجھے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل کرا دیا گیا۔

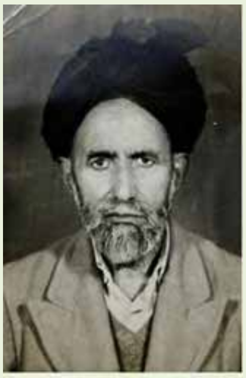

حضرت سیّد ولایت شاہ صاحب مرحوم

داداجان حضرت سیّد ولایت شاہ صاحب بڑے متوکّل انسان تھے۔ ایک بار جماعتی دورہ کے پروگرام کے تحت کتھو والی تشریف لائے ہوئے تھے اور چند روز قیام کے بعد میرے والد صاحب کو فرمانے لگے کہ مجھے کتھو والی سے چار میل دور ریلوے سٹیشن چھوڑ آئیں۔ ابھی نصف فاصلہ طے ہوا تھا کہ سائیکل پنکچر ہو گئی اور گاڑی کی آمد کا وقت بھی ہو گیا۔ محترم والد صاحب نے عرض کیا کہ آج روانگی کا پروگرام ملتوی کر دیتے ہیں۔ اس پر حضرت داداجان نے جوشیلی آواز میں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے کام جا رہا ہوں اور اسی گاڑی پر جانا ہے۔ جب بھی سٹیشن پر پہنچیں مجھے یہی گاڑی لے کر جائیگی۔ چنانچہ حسب ارشاد پنکچر لگانے کے بعد سٹیشن روانہ ہوئے تو گاڑی جو اس روز لیٹ تھی اسی پر ہی سفر ممکن ہو گیا۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی ایس سی 1969 میں جب پاس کیا۔ اس دوران اساتذہ کرام کی پدرانہ شفقت کا مورد رہا۔ جو نصابی تعلیم کے علاوہ ماں کی طرح ہماری اخلاقی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے اگلے سال بی ایڈ کر کے ایک گورنمنٹ سکول میں سائنس اور ریاضی کے ٹیچر کے طور پر ملازمت شروع کی تھی کہ چند ہفتے بعد والدہ محترمہ کو ملنے گاؤں آیا تو ماموں جان محترم پروفیسر سلطان محمود شاہد صاحب کا پیغام ملا کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں سائنس ٹیچر کی اشد ضرورت ہے لہٰذا فوراً چلا آؤں۔ جس پر اگلے روز ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں استعفیٰ پیش کر دیا۔ خاکسار کو کافی سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن اپنے داداجان کے الفاظ۔ "جماعت کی خدمت کروں"۔ خاکسار کے دل پر نقش تھے۔ اور زیادہ تنخواہ والی سرکاری ملازمت چھوڑ کر ربوہ حاضر ہو گیا۔ نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمت کے لئے کوشش کی خاکسار کا انتخاب تو نہ ہو سکا لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ میں نے سیرالیون میں فزکس کے استاد کے لئے درخواست بھجوائی جس پر وہاں سے ملازمت کی پیشکش ہو گئی اور میں ستمبر 1971 کو سیرالیون چلا آیا جہاں گورنمنٹ سکول کینیما میں فزکس کی تدریس کا کام میرے سپرد کر دیا گیا۔ کینیما سیرالیون کے مشرقی صوبہ کا ہیڈ کوارٹر ہے یہاں خاکسار کو وسیع رہائش گاہ سرکاری طور پر مہیا کی گئی۔ اس جگہ جماعت کا مشن۔ مسجد یا سکینڈری سکول نہیں تھا۔ مربی صاحب ملنے تشریف لائے تو گھر کی چابی ان کی خدمت میں پیش کر دی۔ الحمدللہ کہ یہ گھر دس سال تک جماعتی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ مارچ 1977 میں سیرالیون سے ہی منسٹری آف ایجوکیشن زیمبیا کو درخواست بھیجی وہاں زیادہ تنخواہ اور ملازمت کے مل جانے کی اُمید بھی قوی تھی۔ انہی ایّام میں مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مرحوم ہمارے ہاں حسبِ معمول شہر آئے تو ملنے کے لئے تشریف لائے۔ انہیں بتایا کہ پاکستان جا رہا ہوں اور اس کے بعد زیمبیا چلا جاؤں گا۔ جوش سے فرمانے لگے کہ "میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو سب کچھ دیا ہوا ہے۔ دے رہا ہے اور بہت دے گا لیکن آپ کینیما سے نہیں جاسکتے جب تک یہاں مسجد۔ مشن ہاؤس اور احمدیہ

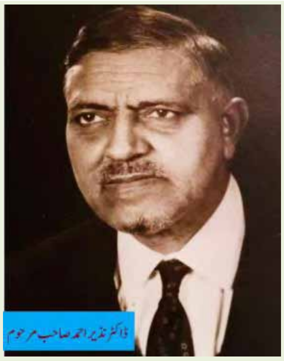

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب مرحوم

سیکنڈری سکول نہیں بن جاتا" انہی دنوں مخالفت کی وجہ سے کینیما میں سیکنڈری سکول کے اجراء کیلئے مسائل درپیش تھے۔ جولائی میں پاکستان چھٹی پر گیا اور اگست 1977 میں مجھے منسٹری آف ایجوکیشن کی طرف سے معاہدہ پر ملازمت مل گئی تو اکتوبر 1977 میں زیمبیا پہنچ گیا لیکن ایک دُور افتادہ قصبہ میں ہونے کی وجہ سے دل نہ لگ سکا اور واپس سیرالیون ہی آگیا۔ یہاں ایک گھانین دوست کو اپنا سکول چلانے میں دشواریاں پیش آرہی تھیں۔ محترم امیر صاحب سے درخواست کی تو انہوں نے یہی سکول خرید لیا اور اسطرح "ناصر احمدیہ سیکنڈری سکول" کے قیام کے ساتھ ہی اسی شہر میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر بھی مکمل ہوگئی۔ الحمدللہ۔ پلاٹو۔ نائیجیریا

دائیں سے بائیں محمد بنگورا۔ سیرالیون سفیر روس۔ علی کاباسابق وزیر خارجہ مندوب اقوام متحدہ۔ چیف سیّد معین شاہ۔ حاجی محمد کیلا نائب وزیر سوشل و مذہبی امور

1981 میں سٹیٹ کے سیکنڈری سکول میں خاکسار کو بطور سینئر ایجوکیشن آفیسر ملازمت مل گئی اور یوں محترم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ابن مکرم سردار عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی بھی اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔ یہاں پر خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے 1994 میں لندن آنے تک بطور اسسٹنٹ چیف ایجوکیشن آفیسر اور مختلف صورتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق دی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ ایک لمبے عرصہ کے بعد 2017 میں خاکسار کو سیرالیون میں اپنے سابقہ سکول کی طرف سے دعوت پر فنکشن میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ جہاں بہت سارے پرانے تلامذہ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ وہ میرے ساتھ ایک کلاس روم میں پھر ایک بار شاگردوں کی طرح بیٹھ کر یادوں کو تازہ کرتے رہے۔ 28 اپریل 2017 کو سکول کے سالانہ فنکشن جس میں چینی سفیر کے علاوہ دیگر ڈپلومیٹس اور بڑی تعداد میں دوسرے افراد مدعو تھے۔ اس موقعہ پر عزت افزائی کرتے ہوئے کینیما کے چیف کے طور پر خاکسار کی تاجپوشی کی گئی۔ پہلے پاکستانی کے طور پر یہ بہت بڑا اعزاز خاکسار کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوا اور اگلے روز گارڈ آف آنر دیا گیا جس میں حاضر اور سابق طلباء نے شرکت کی۔ اسی تکریم کا بھرپور مظاہرہ 2019 میں سالانہ فنکشن پر دوبارہ کیا گیا۔ ذالک فضل اللہ۔ یہ دنیوی عزتیں اور نوازشیں سب اس سلسلہ سے وابستگی اور بچپن سے لے کر تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں حاصل کردہ تعلیم و تربیت اور والدین و بزرگان کی خاص دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں کو اخلاص کے ساتھ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق دے۔ آمین

اس یادگار فنکشن میں چینی سفیر بھی مدعو تھے۔

چیف سیّد معین شاہ گومبولانگو۔ سلامی لیتے ہوئے

چیف سیّد معین شاہ گومبولانگو
پبلک کو خطاب فرماتے ہوئے

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی عنایات کریمانہ کی چند جھلکیاں

؎ مٹ چکے ذہن سے سب یادِ گذشتہ کے نقوش پھر بھی اک یاد ہے ایسی کہ فراموش نہیں

(از قلم منیر احمد باجوہ ہیمبرگ جرمنی)

استاذی المکرم پروفیسر حمید احمد چوہدری صاحب۔ سرپرست ٹی آئی کالج اولڈ بوائز ایسو سی ایشن جرمنی نے خاکسار کی ایک ای میل کے جواب میں ہمارے بانی پرنسپل صاحب ؒ کے متعلق ایک نہایت ہی خوبصورت جملہ تحریر فرمایا تھا۔ کہ۔۔۔

The Great Principal. Who nourished the College as his own Child.

کہ انہوں نے کالج کو اِسطرح پروان چڑھایا۔ جیسے خوراک دیکر اپنے بچے کی پرورش کی جاتی ہے۔ اس جملے میں لفظ Nourish کے حوالہ سے اس عظیم ہستی کے متعلق میری یادوں کے دریچے کھلنے لگے اور مجھے 1959 / 60 کا وہ زمانہ یاد آ گیا جب ہمارے والدین نے ہمیں دُور افتادہ ایک گاؤں سے اٹھا کر ربوہ جیسی مقدس بستی میں آباد کیا۔ ٹی آئی ہائی سکول میں چھٹی جماعت میں داخل ہوئے اور بورڈنگ ہاؤس میں ہماری کلاس شروع ہوئی۔ میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ ان کا جسم تو دُبلا پتلا تھا لیکن اُنکے رعب سے تمام طالبعلم لرز جاتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ربوہ میں کالی آندھیوں کے تیز جھکڑ چلتے تھے۔ (کابلی) کیکر کے درخت ہر طرف پائے جاتے تھے اور اُنکے میخ نما کانٹوں کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اگر یہ ہڈی میں دھنس جائے تو ہڈی تو ٹوٹ سکتی ہے لیکن یہ کانٹا نہیں ٹوٹے گا۔ ربوہ کا پانی بہت کڑوا ہوتا تھا خاص طور پر بورڈنگ کے نلکا کا نقشہ ابھی تک میری نگاہوں کے سامنے ہے جب پانی کی کڑواہٹ اور تیزابیت سے نلکے کا لوہا بھی گل کر گرتا رہتا تھا۔ ایک دن کلاس روم میں ہمیں بتایا گیا کہ آج کالج کے پرنسپل صاحب سکول کا معائنہ کرنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں اور وہ آپکی کلاس میں بھی آئیں گے۔ جمونی صاحب کا ہی رُعب ہماری بساط سے کہیں بالا تھا اوپر سے محترم پرنسپل صاحب کی آمد کا سنا تو ہم سہم کے رہ گئے طرح طرح کے وسوسے ذہن میں جنم لینے لگے کہ نہ جانے وہ ہم سے کیا کیا سوال پوچھیں گے؟ ہماری تو ان کے سامنے بولنے کی بھی ہمت نہیں ہم جواب کیا دینگے۔ بار بار ہمیں ہدایات دی جا رہی تھیں کہ جب وہ آئیں تو مکمل خاموشی ہو اور آپکی طرف سے کوئی شور نہ ہو اُدھر مارے ادب کے ہمیں سانس تک نہیں آ رہی تھی ہماری طرف سے شور کیا ہونا تھا۔؟ کلاس روم میں ایک سناٹا طاری تھا کہ محترم جمونی صاحب کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل ٹی آئی کالج ہمارے کمرہ میں تشریف لائے اُس وقت آپکے چہرہ مبارک پر پڑنے والی زندگی میں یہ میری پہلی نظر تھی۔ انہوں نے کھڑے کھڑے ہی ہمارے سہمے ہوئے چہروں پر نظر ڈالی اور جمونی صاحب کے ساتھ قدرے ہمکلام ہوئے۔ جو ہمیں سنائی نہ دیا۔ آپکے کمرہ میں آتے ہی ہماری بے چینی کی کیفیت قدرے سنبھلنے لگی اور آہستہ آہستہ سکینت میں تبدیل ہونے لگی دل بجائے خوف کے اُن کی طرف رغبت کے ساتھ لپکنے لگا۔ اندر ہی اندر شادمانی کی شہنائیاں سی بجنے لگیں آپ کی زیارت نے ہمارے اندرون کو چند لمحوں میں ہی تبدیل کر کے رکھ دیا۔ دل نے چاہا کہ آپ ابھی اور ہمارے پاس رکے رہیں اور ہم آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کی اپنے میں ہمت پیدا کر سکیں لیکن آپ رحمہ اللہ کی مقدس مقناطیسی شخصیت کے آگے ہماری بھلا کیا اوقات۔۔؟

؎ آمادگی کا نور غزل خواں ہے آنکھ میں فرطِ حیا سے لب پہ ہیں تالے پڑے ہوئے

آپکے لباس اور پاکیزہ وجود سے بھینی بھینی نہایت ہی پیاری خوشبو آ رہی تھی جس سے آپکے ارد گرد کا سارا ماحول معطر ہو گیا۔ وہ چند لمحے پلک جھپکتے ہی گزر گئے اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ آپکے جانے سے دل اداس اور ماحول افسردہ ہو گیا۔ خاموشی اُسی طرح ہی طاری رہی جیسے آپکے آنے سے قبل رُعب اور دبدبہ کی وجہ سے تھی اب آپکے جانے کے بعد اُداسی کی وجہ سے طاری رہی۔ یہ نصف صدی پہلے کی بات ہے لیکن:

؎ میرا دل جانتا ہے دونوں منظر میں نے دیکھے ہیں تیرے آنے پہ کیا گزری تیرے جانے پہ کیا گزری

ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا ہو گا کہ ایک استاد محترم تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں آپکے لئے ایک خوشی کی خبر لایا ہوں۔ محترم پرنسپل صاحب نے فرمایا ہے کہ اُنکی طرف سے ہر بچے کو آج آدھ آدھ سیر دودھ پلایا جائے۔ لہٰذا آپ ٹک شاپ میں چلیں اور جاکر دودھ پئیں۔ آپکی اس عنایت کریمانہ سے اُسوقت جو ہماری کیفیت ہوئی اسکو اے کاش! میں لفظوں میں بیان کر سکتا۔ آپکی اس شفقت اور کشش نے ہماری دنیا ہی بدل دی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ روز اول سے ہی آپکی Nourishment نصیب ہوئی۔

اس کے بعد میٹرک پاس کرکے کالج میں داخل ہوئے اور فٹ بال کی ٹیم میں باقاعدہ پریکٹس شروع کی تو پرنسپل صاحب کی طرف سے یہ نوید سنائی گئی کہ تمام کھلاڑیوں کو پریکٹس کے بعد روزانہ ٹک شاپ میں آدھ آدھ سیر دودھ پلایا جائے۔بخوفِ طوالت میں اسے مختصر کرتا ہوں کہ عرصہ چار سال کالج میں گزرا اور اس سارے عرصہ میں مسلسل آپکی یہ Nourishment نصیب ہوتی رہی۔ضمناً عرض کردوں کہ صرف اپنے ہی نہیں بیگانے بھی آپکی اس شفقت سے فیض پاتے رہے ہیں۔آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ ربوہ میں آپ نے دیکھا کہ پولیس کی ٹیم کا ایک اُدھیڑ عمر کھلاڑی المعروف پاہیا (بھائیا) اپنی طرف سے بڑی جان مار رہا ہے لیکن تفاوت عمری کیوجہ سے اُس سے کچھ بن نہیں پڑ رہا تو میچ کے معاً بعد آپ نے اعلان فرمایا کہ پاہیا کو میری طرف سے سویا بین دی جائے۔نہ جانے آپ کے مہربان دل نے کس طرح میچ کے اختتام تک کا انتظار فرمایا جو ضرورت مندوں کی Nourishment کیلئے آنِ واحد میں تڑپ جاتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے تاج خلافت آپکے مبارک سر پر سجایا۔تو خلافت کے ابتدائی ایام میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ کسی احمدی کا ہمسایہ رات کو بھوکا نہ سوئے۔کوئی سوال نہیں تھا کہ ہمسایہ کون ہے یا اُسکا مذہب کیا ہے؟(خطبات ناصر خطبہ جمعہ 23 اپریل 1982 الفضل ربوہ یکم نومبر 1982)

پھر 73-1972 کا زمانہ آیا جب آپ کے ارشاد پر ربوہ میں گھوڑ دوڑ اور نیزہ بازی کا ٹورنامنٹ شروع ہوا۔آپ نے اِس کلب کا نام الخیلُ للرحمٰن عنایت فرمایا۔ہم نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔تمام گھوڑ سواروں میں سب سے کم عمر گھوڑ سوار اخویم عزیزی نصیر احمد باجوہ تھا۔جسے اُسکی کم عمری کیوجہ سے سب ”چھوٹو رام،، کہتے تھے۔نیزہ بازی میں ہماری سیکشن اول انعام کی حقدار قرار پائی۔آپؒ نے اپنے دست مبارک سے ہمیں انعامات سے نوازا۔اُس کے بعد آپ نے ہمیں عوامی میلہ پنجاب لاہور میں شرکت کرنے کا ارشاد فرمایا۔اس میلہ کا پہلے نام Horse and Cattle Show ہوا کرتا تھا بھٹو دور میں اس کا نام عوامی میلہ رکھا گیا۔یہ میلہ فورٹریس سٹیڈیم لاہور میں منعقد ہوتا تھا۔اُن دنوں صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم مولانا عطاء المجیب راشدؔ صاحب تھے اور اس میلہ کیلئے ہمارے نگران اعلیٰ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب مقرر ہوئے جنکی نگرانی میں چار ٹرکوں پر سولہ گھوڑے لیکر ہم ربوہ سے لاہور پہنچے اور ربوہ رائیڈنگ کلب آف پاکستان کے نام پر اپنی کلب کی رجسٹریشن کروائی۔فورٹریس سٹیڈیم سے ملحقہ ایک حصہ میں ہمارا پڑاؤ تھا۔ہمارے قیام وطعام کے الگ انچارج مقرر تھے جو بہت ہی مخلص جوان تقویٰ شعار اور دیانتدار عالم دین تھے۔وہاں پر ہمارا قیام کم و بیش پندرہ دن تک رہا۔

ہمارے جانے کے چار پانچ دن کے بعد آپ اپنے ہی پروگرام کے مطابق نہ کہ اس میلہ کیلئے لاہور تشریف لائے۔ہم تمام گھوڑ سواروں کی یہ خوش قسمتی تھی۔ہم آپ کی آمد کی اطلاع پاتے ہی سٹیڈیم سے آپکی رہائش گاہ پر حاضر خدمت ہوئے۔آپ نے کوٹھی کے سبزہ زار میں ٹینٹ لگوایا ہوا تھا۔ازراہِ شفقت آپ اس میں تشریف لائے اور ہمیں بہت وقت دیا۔۔بہت پیار دیا۔اور ہمیں اپنے ساتھ تصویر بنوانے کا بھی اعزاز عطا فرمایا۔

حضورؒ نے از خود ہی اندازہ لگا رکھا تھا کہ جتنے پیسے گھوڑ سواروں کے قیام وطعام کیلئے ہمارے انچارج کو دیئے گئے تھے وہ تو اب تک خرچ ہو چکے ہونگے اس لئے آپ نے از راہِ شفقت از خود اپنی جیب سے کچھ روپے نکالے اور ہمارے انچارج صاحب کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ آپکے پاس پیسے خرچ ہو چکے ہونگے یہ رقم اخراجات کیلئے رکھ لو۔ہمارے انچارج صاحب نے عرض کیا کہ ابھی تو پہلی رقم ہی آدھی سے زیادہ میرے پاس بچی ہوئی ہے۔یہ سنتے ہی آپ کے چہرہ کی رنگت تبدیل ہو گئی اور فرمایا کہ فی الفور چارج چھوڑ دو بس پکڑو اور ابھی واپس ربوہ چلے جاؤ۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔وجہ یہ بنی کہ اتنے دنوں سے یہ گھوڑ سوار یہاں آئے ہوئے ہیں اور انکا خیال رکھنے کی بجائے تم نے اتنا ہاتھ کھینچ کر رکھا ہوا ہے۔حالانکہ ہمیں احساس تک بھی نہیں تھا کہ ہم پر خرچ کم ہو رہا ہے یا خرچ زیادہ ہونا چاہیئے تھا۔نہ ہی کسی نے کوئی شکایت کی۔اور وہ انچارج صاحب بھی پوری دیانتداری کے ساتھ ہمہ وقت خدمت کر رہے تھے۔اور آج تک وہ جماعت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہ کر خدمت بجا لا رہے ہیں۔لیکن پیارے آقا کا اپنے خدام گھوڑ سواروں کیلئے جذبہ Nourishment کا اندازہ لگائیں کہ آپ کے پیار کا یہ سمندر کس قدر تلاطم خیز تھا۔؟؟؟

1974 کا دردناک زمانہ آیا ہمیں مسلسل چار ماہ (جون تا ستمبر) تک دن رات قصرِ خلافت کے احاطہ کے اندر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔دن کے وقت مرکز کے حکم پر جہاں بھجوایا جاتا تعمیل کیلئے نکل کھڑے ہوتے اور رات کو حضور کے گھوڑوں کے اصطبل کے قریب سبزہ زار میں ہم ڈیوٹی دیتے رات کو جب نیند آنے لگتی تو ہم خدام ایک دوسرے کو لمبی لمبی بے بنیاد کہانیاں سناتے اور جاگتے جگاتے رہتے۔ایک رات ایک خادم نے دوسرے سے کہا کہ کوئی چائے وغیرہ مل سکتی ہے تاکہ نیند کا کچھ مداوا ہو سکے۔اس نے جواب دیا رات آدھی سے ڈھل چکی ہے برتن وغیرہ بھی سنبھالے جا چکے ہیں اور ہر چیز بند پڑی ہے اب تو کوئی صورت نظر نہیں آتی۔بات ختم ہو گئی اور ہم سب اپنی اپنی ڈیوٹی میں مصروف ہو گئے۔ابھی بمشکل پندرہ، بیس منٹ گزرے ہونگے کہ آپ کا خانساماں بڑی تھرمس میں تازہ چائے لیکر آ گیا یہ دیکھ کر ہم سب ششدر رہ گئے کہ ہم میں سے تو کسی نے بھی یہ نہیں منگوائی۔یہ کہاں سے آ گئی؟اس پر خانساماں نے بتایا کہ پیارے آقا نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ اُٹھو چائے بنا کر ان

خدام کو دیکر آؤ۔اس لئے میں آپکے لئے لایا ہوں۔شائد ہمارے اُس خادم کی آواز ذرا بلند تھی جس نے دوسرے خادم سے چائے بنانے کی بات کی اور وہ آواز آپ نے سن لی یا پردہء غیب سے آپ کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی اس ساقی کا جذبہء Nourishment تو اپنا فیض جاری رکھنے کیلئے ہمیشہ ہی بہانے ڈھونڈ تا رہتا تھا۔روز اول سے ہی کالج داخل ہونے سے پہلے آپکی نظر عنایت سے لطف اندوز ہوئے پھر کالج کا سارا زمانہ اور کالج سے فارغ ہونے کے بعد بھی آپکے احسانات بدستور جاری رہے۔

پیہم پیالہ ٔ مے دیا اور بر ملا دیا ساقی نے التفات کا دریا بہا دیا۔

سارے جہانوں کے رازق نے بھی کل کائنات میں سے آپکو چُن کر کمال محبت سے اسطرح Nourish فرمایا کہ:

"میں تینوں اینا دیواں گا کہ توں رَجھ جاویں گا"

اُس ابرِ باراں کی یہ چند بوندیں تھیں جنکا خاکسار نے نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے وگرنہ آپکے قلبِ اطہر سے نکلی ہوئی اس تمنا کی گونج کیا آبادیاں اور کیا ویرانے رہتی دنیا تک سنتے رہینگے کہ: "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں"

اللہ تعالیٰ کی آپ پر ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں۔ آمین۔

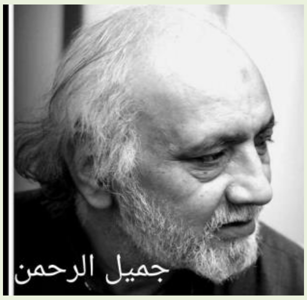

بِلا جواز سکوت و کلام کا موسم
نہیں یہ شہر سخن میں قیام کا موسم
نہ پیں گُھن کو بھی گیہوں کے ساتھ اے مالک
زمیں پہ بھیج کوئی عفوِ عام کا موسم
مری زمین ترے آسماں سے چھوٹی ہے
لپیٹ لے یہ وَبا کے خرام کا موسم
نکل ہی آئے گی اک روز مغفرت کی سبیل
رہا جو دِل میں درود و سلام کا موسم
یہ ردِ کبر و ریا ہے کہ اِنہدامِ اَنا
گزر رہا ہے جو دل پر پیام کا موسم
عجیب خوف کے چنگل میں ہیں سبھی آنکھیں
یہ موت کا ہے نہیں اپنے کام کا موسم
وہ قُم باذنی کہے اور جی اٹھے یہ بشر
جمیل بھیجے اگر وہ سلام کا موسم

جمیل الرحمن جمیلؔ

ہم پر تمہاری چاہ کا الزام ہی تو ہے
دشنام تو نہیں ہے یہ اکرام ہی تو ہے
کرتے ہیں جس پہ طعن کوئی جرم تو نہیں
شوقِ فضول و الفتِ ناکام ہی تو ہے
دل مدعی کے حرفِ ملامت سے شاد ہے
اے جانِ جاں یہ حرف ترا نام ہی تو ہے
دل نا امید تو نہیں ناکام ہی تو ہے
لمبی ہے غم کی شام مگر شام ہی تو ہے
دستِ فلک میں گردشِ تقدیر تو نہیں
دستِ فلک میں گردشِ ایام ہی تو ہے
آخر تو ایک روز کرے گی نظر وفا
وہ یارِ خوش خصال سرِ بام ہی تو ہے
بھیگی ہے رات فیضؔ غزل اِبتدا کرو
وقتِ سرود درد کا ہنگام ہی تو ہے

فیض احمد فیضؔ

یادگار فوٹوز

Science Society - T. I. College, Rabwah in 1963-64

Sitting: L to R: Ghulam Nabi, Mahmood Rashid, Basharat, Sadaqat Ali, Bashir, Rashid Khalid, Salman, Anwar, Khalid Mahmood,

Chairs (Left to Right): Bilal Nasir, Masood Atif, Nasir Shahid, Prof. Mian Ata-ur-Rehman, A. Ghafoor Ehsan, Prof. Habibullah Khan, Hazrat Mirza Nasir Ahmad M. A, (Oxon) Principal, A. Subhan Adil, Dr. S. M. Shahid, Sarfraz, Habib-ur-Rehman, Ghulzar, Abdul Aleem
Standing(1st Row): Arshad, Daud, Sharif, Iqbal, Hafeez, Yousaf, Salman, Younus, Tufail, Naseem, Intesar, Saeed, Naeem Tayyab, Iqbal, Mujeeb, Munawar, Laeeq, Hamid, Naseer
Standing(2nd row): Yousuf, Ayyaz, Aslam, Khaliq, Riaz, Kamal, Muzaffar, Moeen, Faisal, Rashid, Ghulzar, Munir, Nasir, Anwar, Nasir, Karim, Sarwar, Mubashar, Taimur, Azam, Sharif (Madadgar karkun- Chemistry)
Standing(3rd row): Aziz, Ahyauddin, Kaza, Fayyaz, Saleem, Karim, Zafrullah, Hanif, Mehboob, Hameed, Rafiq, Zafrullah, Latif, Rashid, Munawar, Muzaffar, Rafiq, Nasar, Zameer
Standing(4th row): Ijaz, Hamid, Khalid, Nasim, Akhtar, Triq, Anwar, Basharat, Ajmal, Ikram, Zakria, Nasir, Younus, Majeed, Tahir Khan, Mumtaz, Ashraf, Rashid

یادگار فوٹو

Graduates after receiving degrees at the Convocation in 1969 with Prof. Qazi M. Aslam and Hazrat Sahibzada Mirza Mansoor Ahmad, who was the guest of honour at the convocation.

Tahir Bajwa, Ameer Ahmad Pirkoti, Habibur Rehman Tahir, unrecognised, Prof. Qazi M. Aslam, Hazrat Sahibzada Mirza Mansoor Ahmad, unrecognised, unrecognised, Mobashar Solangi, Moeen shah Noor Mohammad, Malik Khalid Masood, Abdul Hayee Basharat, Mahmood Khalid, Waseem Ahmad Chaudhry, unrecognised, Shafqat Dhilon, Shahid Ahmad Saadi, Abdul Majeed Tahir, Shahid Ahmad Saadi; Munawar Ahmad Bajwa, Masroor Ahmad Bajwa, Malik Masood, Khalid, Mabroor Ahmad Bhatti, Asif Ali Parwez, Shahid Taqab Makhdoom, Mubarik Tahir, Abus Salam Cheema and many others are easily recognisable. The other names shall be added as soon as available (help will be appreciated - Photo provided by Abdul Hayee Basharat)

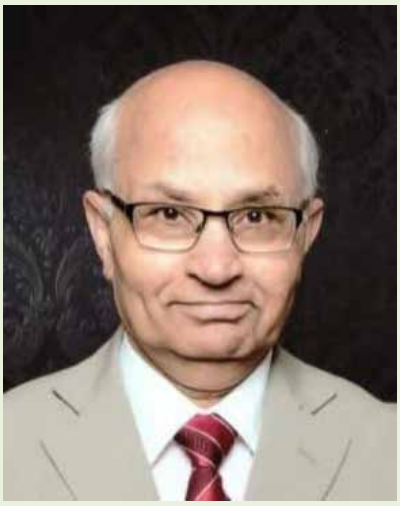

غزل

اس شہر کا حاکم بھی ہامان سا لگتا ہے
ہر گھر ہی یہاں پر اب زندان سا لگتا ہے

جس شخص نے اس گھر کو سینچا تھا، بنایا تھا
وہ شخص ہی اس گھر میں مہمان سا لگتا ہے

غم اس کی جدائی کا، ہے بھولنا اب مشکل
کہنے کو تو یہ سب کچھ آسان سا لگتا ہے

نفرت پہ ہے اکساتا، دشمن ہے محبت کا
اس دور کا مُلا بھی شیطان سا لگتا ہے

کچھ حسن کا جادو ہے، کچھ میری عقیدت ہے
ہر لفظ ترے لب کا قرآن سا لگتا ہے

پہلی ہی نظر میں جو دل میں تھا اتر آیا
طاہرؔ وہ مرے دل کے ارمان سا لگتا ہے

طاہر مجید
NEU-ISENBURG, GERMANY

جب چیخ رہی ہو خاموشی ہر لمحہ سکوں بے زار کرے
جب ظلم لبادہ رحم اوڑھے ہر اپنا پیٹھ پہ وار کرے

ہر لمحہ لمحہ دیکھوں میں ہر طرف ہی وحشی انساں ہیں
میں کیسے سکوں سے سو جاؤں ہر کروٹ جب آزار کرے

جو ظلم کو ظلم نہ کہہ پائے وہ شیطانوں کا ساتھی ہے
وہ قاتل ہے معصوموں کا جو ظلم پہ نہ اظہار کرے

ہر سُو ظلمت کی تاریکی اور دین ثریا جا بیٹھا
اس ظلمت کے طوفانوں میں بس مالک بیڑہ پار کرے

ابلیس بپھرتا پھرتا ہے ہر طرف اسی کے لشکر ہیں
کوئی نہ روکے ہے اس کو وہ جس پہ چاہے اب وار کرے

اے مالک! بھیج ابابیلیں گھر تیرا ہاتھ میں ہے انکے
اسلام کا نام ہی مٹ جائے تدبیریں یہ مکار کرے

اے اللہ کچھ تو رحم کر و اب دنیا مقتل خانہ ہے
دن رات دعائیں کرتا ہوں اب کچھ تو میری سرکار کرے

(کلام۔ ارشاد علی شاہ زاد۔ استنبول)

اُذکُروا مَوتاکُم بِالخَیر

محترم پروفیسر محمد احمد انور صاحب حیدر آبادی مرحوم

ہمارے نہایت پیارے اور محترم دوست مکرم محمد احمد انور صاحب حیدر آبادی بھی اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُون۔

وہ نہایت خوش خلق، ہنس مکھ، ملنسار، ذہین۔ محنتی، دیانتدار، خود برداختہ (سیلف میڈ) انسان تھے۔ مرحوم کا آبائی وطن حیدر آباد۔ دکن تھا۔ مگر وہ ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے اس لئے وہ اپنے نام کے ساتھ حیدر آبادی لگا کر اپنے وطن کی پہچان قائم رکھتے رہے۔

انور صاحب سے میرا تعارف 1953 میں ہوا جب میں تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہوا۔ وہ اس وقت جنید صاحب مرحوم کے ساتھ کالج کے دفتر میں کام کرتے تھے اور کبھی کبھی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب جو ان دنوں کالج کے پرنسپل تھے کی کار ڈرائیو کیا کرتے تھے۔ اس لئے طلباء ان کو پرنسپل صاحب کا ڈرائیور کہا کرتے تھے۔ جہاں تک میرا علم ہے وہ حضور کے ساتھ رتن باغ میں ہی رہا کرتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان کے ساتھ بڑی شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ اور ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ انور صاحب ان دنوں طلباء کے ساتھ اکثر اوقات فٹ بال بھی کھیلا کرتے تھے۔ جب کالج ربوہ شفٹ ہوا تو وہ

مکرم پروفیسر محمد احمد صاحب حیدر آبادی اپنے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ۔ مکرم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب۔ درمیان میں

کالج اکاؤنٹنٹ تھے۔ انہوں نے خود محنت کر کے پرائیویٹ بی۔ اے کیا اور پھر والٹن ٹریننگ کالج سے D.P.E. کا کورس کر کے مکرم چوہدری محفوظ الرحمان صاحب مرحوم کی جگہ ڈائریکٹر آف فزیکل ایجوکیشن مقرر ہوئے۔ چوہدری محفوظ الرحمان صاحب مرحوم ایم۔ اے کر کے اسلامیات کے پروفیسر مقرر ہو گئے تھے لیکن بعد میں کالج لائبریری کے انچارج بننا پسند کیا۔ انور صاحب شروع ہی سے سپورٹس کا شوق رکھتے تھے اور چوہدری محفوظ الرحمان صاحب کی ہمیشہ معاونت کرتے تھے مگر جب خود سپورٹس کے انچارج بنے تو کالج کی کھیلوں کے میدان میں نئی روح پیدا کر دی۔ کالج کی Annual sports میں بہت سے نئے مقابلہ جات شامل کر دیئے۔ جن میں Staff children race بہت مقبول ہوتی تھی۔ وہ پہلے خود اپنے بچوں کو شامل کرتے جو اکثر پہلی پوزیشن حاصل کرتے۔ آخر میں بطور پروفیسر اسلامیات خدمت بجالاتے رہے۔

کالج قومیانے جانے کے بعد وہ گیمبیا تشریف لے گئے اور وہاں سے نائیجیریا منتقل ہو گئے۔ نائیجیریا میں مرحوم کار کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر نئی زندگی عطا فرمائی۔ جب ان کو کار کا حادثہ پیش آیا تو میں اس روز بائی چانس کا دونا شہر گیا ہوا تھا۔ کا دونا کے ہسپتال میں ان دنوں محترمہ ڈاکٹر مسز ملک نے ان کو پہلی بار بیہوشی کی حالت میں دیکھا۔ میں انہیں کے گھر گیا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحبہ شام کو گھر تشریف لائیں تو بتایا کہ ابھی تو کچھ کہا نہیں جا سکتا کافی جگہ فریکچر ہیں۔ ہوش آئے گی تو کچھ کہہ سکیں گے کہ زندگی بچے گی یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر نئی زندگی عطا فرمائی۔ اگرچہ اس حادثہ کے بعض اثرات عمر بھر باقی رہے۔ نائیجیریا سے ہجرت کر کے جرمنی آ گئے۔ یہاں آ کر جماعت کی خدمت میں لگ گئے۔ انگلستان روانگی تک جرمنی میں بطور قاضی خدمت کرتے رہے۔ اہلیہ کی رحلت کے بعد ان کی صحت اور زیادہ کمزور ہو گئی تھی اس لئے اپنی بیٹی کے پاس انگلستان منتقل ہو گئے تھے۔ اس طرح ان کے بچوں کو ان کے بڑھاپے میں ان کی خدمت کی توفیق مل گئی۔

فرمودہ اقبال۔ مذہبی دلال اور کرونا کا وبال

(طاہر احمد بھٹی)

عاجز کو اعتراف ہے کہ بہتان والزام کے جواب میں خاموش رہنا جس وسیع حوصلے کا متقاضی ہے، سر دست اس حالت صدر شک سے سر فراز نہیں ہوں۔ اس کے باوجود جب سے کرونا وباء کا عالمگیر اور دلگیر ماحول پیدا ہوا ہے خاکسار کا ارادہ تھا کی احمدیت مخالف رویوں کے جواب میں بھی کسی گیلی منڈیر پہ پیر نہ پڑے۔ زخم اور چرکے جب پہلے ہی کھیتوں کی طرح کھلے پڑے ہوں تو اہل دکھ اور مصیبت زدگان سے ان کے سابقہ رویوں اور ماضی کی لغزشوں پر بات کرنا اچھا نہیں لگتا۔ امن اور معمول کے دنوں میں اس پہ بات ہو سکتی ہے، وہ بھی مخاطب کے جذبات اور عزت نفس کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ چند دن شدت وباء سے پیدا شدہ بے دلی میں گزرے، کچھ احباب سے بات تو ہوئی مگر لکھا کچھ نہیں کہ:

کیا نذر دیں جو کوئی نئی آرزو کریں   دل میں تو ٹوٹنے کی بھی ہمت نہیں رہی!

اسی دوران ایک اخباری تراشہ ملا جس میں ختم نبوت کے پرچارکوں کی طرف سے انتظامیہ اور حکومت کو خبر دار کیا گیا تھا کی قادیانی ان دنوں ناداروں کو امداد اور حکومت کے ریلیف فنڈ میں امداد کے ساتھ ساتھ ٹائیگر فورس میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کو روکا جائے اور اگر کہیں رجسٹریشن ہو چکی ہو تو منسوخ کی جائے۔

پھر سوشل میڈیاء پر یہ اشتہار آگیا کہ علامہ اقبال کا فرمان ہے کہ، قادیانی ملک اور اسلام دونوں کے غدار ہیں۔ پھر یہ تحریک ہوئی کہ راشن کے تھیلوں میں تسلی کر لی جائے کہ ان میں قادیانی مصنوعات، شیزان وغیرہ یا دیگر احمدیوں کی پراڈکٹس شامل نہ ہوں، اس سے مسلمانوں کے ایمان پہ ڈاکہ پڑتا ہے۔

آج ایک مکمل ویڈیو، الیاس چنیوٹی کی ملمع سازی اور جھوٹ پر مشتمل پیش کی جارہی تھی جس میں وہ احمدیوں کو پاکستان کے غدار کہنے کی دلیل یہ دے رہا تھا کہ سن پینسٹھ کی جنگ میں احمدی ربوہ سے لائیٹس مار کر ہندوستانی جہازوں کو حملے کے لئے مخبریاں کر رہے تھے۔

دوسرا اہم نکتہ یہ نکال کے لائے کہ ترجمان جماعت احمدیہ کے پریس ریلیز والے لیٹر پیڈ میں چناب نگر کی بجائے ربوہ کیوں لکھا تھا جبکہ پنجاب اسمبلی کی قرارداد سے نام بدل کر چناب نگر رکھا جا چکا ہے۔

جس وقت پوری دنیا کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں، لاکھوں اموات ہو چکی ہیں، اور پتہ نہیں کتنے ملین کو وباء نے پکڑ رکھا ہے اور دنیا میں کس پر کیا وبال پڑے اور کون بچے، عین اس زمانے، عین ان مصیبت کی گھڑیوں میں، یہ بدنصیب، پیچھے کتابوں کی الماریاں جمائے، ساتھ سرکاری اور ریست کے جھنڈوں کا کراس سجائے، اس ملک کے شہریوں، بلکہ ساتھ کے ہمسائے شہریوں اور ان کی انسانیت کو سہارا دینے کی معین، منظم اور مستحکم کاوشوں پر ایسی Hate Speach کا مرتکب ہو رہا ہے، اور تاریخی، سیاسی، آئینی اور سماجی دروغ گوئی اور بدزبانی کی معجون مرکب بیچ رہا ہے مگر، کسی ڈپٹی کمشنر، ڈی پی او، یا کرنل کو جو مشترکہ فلیگ مارچ کرنے ربوہ پہنچے ہوتے ہیں، یہ توفیق نہیں ہو رہی کہ وہ اس بدبخت اور جھوٹے کے منہ پر کوئی ماسک چڑھا سکیں۔

اب ذرا جائزہ لیں، کہ احمدی فلاحی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ سن سینتالیس میں پاکستان بن رہا ہے اور اڑتالیس میں ہی، پاکستان کو کشمیر کی طرف دفاع کے لئے افرادی قوت کی ضرورت پڑتی ہے، تو آپ تو ابھی کلیمز بھرنے اور پیر جمانے میں لگے تھے مگر جماعت احمدیہ انہی مشکلات میں فرقان بٹالین نام سے پوری بٹالین حکومت کو پیش کر دیتی ہے۔ راقم کے دادا اس میں شامل تھے اور بچپن تک وہ وردی بطور سوینئر دیکھتے رہے ہیں۔

چار سال بعد ہی جب آپ کے آباواجداد کو سر چھپانے کی جگہ مل گئی تو آپ کو احمدی غدار نظر آنے لگے اور 1953 کی شورش آپ کے آباء نے پاکستان میں برپاء کی اور پہلے منی مارشل لاء کے ذمہ دار سیاستدان نہیں، مولوی تھے۔ مگر اسی دہائی کے تاریخی سیلابوں میں احمدیوں نے کشتیوں کے ذریعے گھر گھر کھانا بھی پہنچایا اور ڈوبنے والوں کی مدد بھی کی، اور رضاکاروں نے راج گیری کر کے مکان دوبارہ کھڑے کرنے میں بھی اپنے مصیبت زدہ ہم وطنوں کی مدد کی۔

ابھی سن چوہتر 1974 کی آئینی اور مذہبی بدذاتیاں آنے والی تھیں اور 1984 کا آنا باقی تھا جس میں ریاست پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی بدولت انسانی سطح سے بھی نیچے گرنا تھا لیکن:

احمدیوں نے یہ سب بھگتا۔۔ مگر کسی موقعے پر انسانی ہمدردی کے راستے میں عقیدے کے فرق کو حائل نہیں ہونے دیا۔ جس وقت الیاس چنیوٹی یہ خرافات بول رہے تھے تو عین اس وقت ایک سنی عقیدے کے دوست سے جو سرگودہا سے ہیں اور سعودی عرب میں تھے، یہ بات ہوئی تو موصوف نے کہا کہ ہمیں اپنے سنی مسلمان ہونے

میں تو کوئی مسئلہ نہیں ہوتا اور آپ ربوہ سے ہمارے لئے تحائف لاتے ہیں اور ہم ربوہ جا کر اپنی فیملی کے ساتھ قیام کرتے ہیں۔ کبھی ایمان پہ ڈاکہ نہیں پڑا۔ اس کے بعد انہوں نے بھی غصے میں آکر مولویوں کے آباواجداد کی فہرست میں پدری حیثیت سے گھسنے کی سخت کوشش کی جسے میں نے بمشکل تمام روکا۔

بات یہ ہے کہ الیاس چنیوٹی کی کیا ہمت کہ وہ منہ پھاڑ کر ایسی خرافات عام کرے، اس میں شہہ اور چشم پوشی اہل اختیار کی ہے۔

کس آئین شکنی کی بات کر رہے ہو۔ چناب نگر کو اس کے باسیوں کی مرضی کے بغیر نام تبدیل کرنے کا اختیار کس آئین نے دیا۔ جبکہ یہ واحد شہر ہے جو زر خرید جگہ پہ جماعت احمدیہ نے آباد کیا ہوا ہے۔ پچاس ہزار سے زیادہ کہ آبادی کی ٹاون کمیٹی کے سارے یونین کونسل کے ممبران ربوہ سے باہر کے غیر احمدی ہیں، یہ کونسا آئین ہے۔ وسیع اراضی پہ قبضہ کر کے "مسلم کالونی" بنانا کونسا آئینی اور قانونی کام ہے۔ اور علامہ اقبال کا یہ فرمان تو بغیر سند کے مشتہر کر رہے ہو، تو اول تو علامہ اقبال پاکستان بننے سے نو سال پہلے وفات پا گئے تھے، تو کون سے ملک کے غدار ہیں قادیانی،؟ جو علامہ کی زندگی میں تھا ہی نہیں!

اور وہ تقریر کا حصہ تو نصاب کی کتابوں سے تمہارے بدنیت اور خائن آباواجداد نے حذف کر دیا ہے مگر نیشنل آرکائیوز آف پاکستان میں آج بھی وہ تقریر موجود ہے جس میں علامہ اقبال کہتے ہیں کہ:

"آج اگر اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ کسی نے دیکھنا ہو تو وہ جماعت احمدیہ قادیان میں دیکھ سکتا ہے"

اگر اقبال سے فیض پانا ہے تو پورا فائدہ اٹھائیں اور آئین کی بات کرنی ہے تو پاکستان کے شہریوں کے آئینی حقوق کی بات کرنی پڑے گی، جس کی پامالی کے مولویان پاکستان اور ریاست پاکستان اکٹھے مرتکب ہوئے ہیں۔ آئین پاکستان صرف ترجمان جماعت احمدیہ پاکستان، سلیم الدین صاحب کے لیٹر پیڈ پہ لکھے ایڈریس میں ہی محدود نہیں ہے۔ اپنی "منجی تھلے ڈانگ پھیر " مولوی۔۔۔۔ اس بددیانتی اور جھوٹ کے ساتھ تو اب تم لوگ دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔

اب آخری تکلیف کا کچھ ذکر۔۔۔۔ کہ احمدی ٹائیگر فورس میں دھڑا دھڑ رجسٹر ہو رہے ہیں، اور فنڈ میں رقم جمع کروائی ہے۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو تمہاری خرافات کو برداشت کرنے کی ہے۔ پاکستان میں تم جیسے ملوانوں کو آخر ہمت کیسے ہوتی ہے پر امن، باعزت اور باوقار شہریوں کے اوپر زبان درازی کی؟

صاف وجہ ہے کی ریاست اور حکومت اس گند کو روکنے میں اپنا کردار ادا نہیں کر پا رہی۔۔۔۔ اور کبھی وہ ایسا کرنا نہیں چاہ رہی ہوتی۔ ورنہ افواج پاکستان کو تو وار کالج میں نصاب کے طور پر احمدی جرنیلوں کی 1965 کی جنگ کی وار سٹریٹیجی پڑھائی جاتی ہے، اور چھاؤنیوں کی سڑکیں احمدی افسران اور جرنیلوں کے نام سے موسوم ہیں۔ ایئر مارشل ظفر چوہدری اسی احمدیہ جماعت سے تھے جو بقول آپ کے ٹارچیں مار کے مخبریاں کرتے تھے۔

آپ کی واہیاتیوں کے عام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ افواج پاکستان ایسے پروپیگنڈے کے جھوٹ کو جانتے ہوئے بھی چپ سادھے رہتی ہیں۔

اور احمدیہ جماعت جب تک ریاست اور حکومت ہے، اس کے فنڈ میں رقوم بھی جمع کروائے گی اور ریلیف کی سرگرمیوں میں اپنے ہم وطنوں کے ساتھ تعاون بھی کرے گی۔

اگر خدا نخواستہ حکومت کی رٹ نہ رہی۔۔۔۔ تو پھر دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ اور دنیا کے حالات اب ان انسانی طبقوں کو نتھار کر الگ کرنے کی طرف جا رہے ہیں کہ جن کو زندہ رہنے کے طور طریقے آتے ہوں۔ کرونا وائرس کا حملہ انسانوں پر ہے۔ جن طبقات میں انسانیت مضبوط ہوگی وہ سروائیو کر جائیں گے۔۔ اس لئے اپنی انسانیت کی فکر کریں۔ احمدی ربوہ کو ربوہ ہی کہیں گے اور آپ سے اپنے انسانی حقوق کی فریاد کرنے کی بجائے خود میں انسانی قدروں کو زندہ تر رکھنے میں کوشاں رہیں گے۔

بالکل اسی طرح جیسے آپ اور حکومت کے غیر مسلم قرار دینے کے باوجود ہم اپنے اور اپنی نسلوں میں اسلام اور اسلامی اقدار کو زندہ تر رکھنے میں لگے ہیں۔ آپ کے سرٹیفکیٹ کی نہ کل ضرورت تھی نہ آج ہے اور نہ کبھی آئیندہ ہوگی

رشید قیصرانی مرحوم خوب فرما گئے ہیں کہ،

تمہاری نبضیں ہمارے دم سے جواز ڈھونڈیں کی زندگی کا
کہ لکھنے والے نے لکھ دیا ہے، مریض تم ہو طبیب ہم ہیں۔

باقی مولوی کہ ویڈیو کا ویڈیو جواب ابھی باقی ہے۔۔۔۔ وہ تو عاجز بھی ویڈیو میں ہی دے گا لیکن اس آیت کا مفہوم سمجھ میں خوب آیا الیاس چنیوٹی کی کتابیں دیکھ کر کہ۔۔۔ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا

واقعی کتابوں کی الماریاں مولوی الیاس چنیوٹی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہیں، مگر ایک سعید الفطرت انسان کو اس موت زندگی کے دنوں میں ضرور خدا یاد رہتا ہے۔ بدنصیبی کی انتہا ہے کے موت کا رقص سامنے دیکھ کر بھی سر پر قادیانی، ربوہ اور سلیم الدین صاحب کا لیٹر پیڈ ہی سوار ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!!.....

تعلیم الاسلام کالج اولڈ بوائز ایسوسی ایشن جرمنی کے ممبران کی

درِ محبوب پر حاضری

(رپورٹ از مکرم شیخ منصور احمد صاحب جنرل سیکریٹری ٹکو سا جرمنی)

دسمبر 2019 میں ٹکو سا جرمنی کو تیسرا محمد علی باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقد کرنے کی توفیق ملی تو اس موقع پر برطانیہ سے آمدہ مہمانوں سے پتہ چلا کہ وہ ایک بین الاقوامی باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقد کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ جس میں جرمنی کی شمولیت کا ارادہ پروان چڑھا اور وسط مارچ 2020 میں برطانیہ میں منعقد ہونے والے ٹورنامنٹ کا باضابطہ دعوت نامہ محترم صدر صاحب ٹکو سا جرمنی کے نام بھی بھجوا دیا گیا۔ جس پر محترم صدر صاحب نے ٹیم کی تشکیل کا کام شروع کر دیا۔ مکرم شکیل احمد صاحب اور مکرم سعید احمد ناز صاحب کے تعاون سے ٹریننگ کا باقاعدہ پروگرام تیار کیا گیا۔ فرینکفرٹ سے آٹھ اور ہمبرگ سے پانچ دوستوں کی شمولیت فائینل ہوگئی اور ہوائی جہاز کے ٹکٹس خرید لیئے گئے۔ لیکن فروری 2020 میں صدر صاحب یو کے کی طرف سے اطلاع آئی کہ حالات کی خرابی کے باعث ٹورنامنٹ منسوخ کر دیا گیا ہے یہ آرزو کہ

تیرے کوچے ہر بہانے مجھے دن سے رات کرنا

والی بات بنتی نظر نہ آئی تو دِل میں رنج سا پیدا ہونا طبعی امر تھا۔ پھر یہ خوشکن اطلاع ملی کہ جمعہ 13 مارچ۔ 2020 کو میچ کا پروگرام بن گیا ہے۔ محبوب کی زیارت کے امکان پر دلوں میں خوشی کی لہر کو ایک ہفتہ گزرا تھا کہ پھر میچ کے منسوخ ہونے کی اطلاع آگئی۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں گزارش پیش کی گئی کہ ٹکٹ تو خریدے جا چکے ہیں۔ اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اِقتداء میں نمازوں کی ادائیگی کی اجازت کی درخواست ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: **آجائیں**۔

اس اجازت پر مکرم چوہدری عبد الغفور ڈوگر صاحب۔ صدر ٹکو سا جرمنی۔ مکرم عطاالعزیز صاحب۔ خاکسار شیخ منصور احمد۔ مکرم اعزاز رسول صاحب۔ مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب انور اور میر ظہور الدین صاحب کو اس سفر میں شمولیت کی توفیق ملی۔

ٹکو سا یو کے کی طرف سے مکرم رانا عرفان صاحب سیکریٹری صحت جسمانی نے ائیر پورٹ سے ہمیں ریسیو کیا۔ اور مسجد فضل کے ساتھ ملحقہ گیسٹ ہاؤس میں ناشتے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد اسلام آباد نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ جس کے بعد بیت الفتوح واپسی ہوئی۔ بیت الفتوح کے طاہر ہال میں باسکٹ بال کا میچ بھی منعقد ہوا جو یو کے کی ٹیم نے جیت لیا۔ انعامات کی تقسیم اور مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد پرانے دوستوں کی محفل میں یادوں کے جھروکوں سے واقعات اور لطائف بیان کر کے احباب باہم لطف اندوز ہوتے رہے۔ اگلے روز ناشتہ کے بعد پھر دیارِ یار کی طرف روانگی کا پروگرام تھا۔ یہ مبارک گھڑی بھی آن پہنچی جب عصر کی نماز کے بعد ہمارے محبوب آقا ہمارے درمیان تشریف لائے۔ سارے دوست اپنی اپنی مخصوص نشستوں پر موجود تھے۔ فرمایا۔ **"کب سے الرٹ بیٹھے ہوئے ہیں؟"**

ازراہِ شفقت پیارے آقا نے اس عاجز کو مخاطب ہو کر استفسار فرمایا۔ **"میچ کون جیتا ہے؟"**۔ جواب عرض کیا گیا کہ یو کے والے جیت گئے ہیں۔ اس پر پھر حضور نے خاکسار کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ **"آپ بھی کھیلے ہیں؟"** خاکسار نے بے ساختہ عرض کیا۔ "جی حضور۔ اسی لئے تو ہم ہارے ہیں"۔ حضور انور اس پر بہت محظوظ ہوئے۔ پروگرام کے مطابق یادگاری فوٹوز کے بعد ہم سب بیت الفتوح واپس آگئے۔ اس دن ٹکو سا یو کے نے مہمانوں کے لئے ایک ریسٹورینٹ میں عشائیہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس پُر تکلف دعوت میں سب بھائی۔ پرانے بے تکلف دوست آج ایک طویل مدت کے بعد جمع تھے اس دعوت میں ہماری پرانی یادوں میں نئی محبت بھری یادوں کا خوب اضافہ ہوا۔ اتوار کے روز کچھ وقت ذاتی مصروفیات میں گزارنے کے بعد شام کو محترم عطاء المجیب صاحب راشد کے ساتھ ملاقات میں عاملہ ٹکو سا یو کے اور جرمنی سے مہمان شامل ہوئے۔ جس میں تبادلہ خیال اور گروپ فوٹوز کے بعد ایک عشائیہ کی تقریب تھی۔ اس تقریب کے اختتام پر ایک محفلِ شعروشاعری سج گئی۔

صدر صاحب ٹکوسا جرمنی مکرم عبد الغفور ڈوگر صاحب نے جرمنی کے مہمانوں کی طرف سے نہایت محبت بھری میزبانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمیں اس تعلق میں پیار و محبت کی فضا کو قائم رکھنے کی توفیق اور دوام بخشے۔ اگلے روز جرمنی واپسی کا پروگرام تھا۔ اتوار کے دن اس بابرکت سفر جس میں ہمیں محبوب کی نہایت قریب سے زیارت کی توفیق ملی۔ ہم ٹکوسا یوکے۔ کے احباب کی شفقت آمیز میزبانی کی یادیں سمیٹتے ہوئے بخیریت جرمنی پہنچ گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

BIKE TOUR

مورخہ 28 جون 2020 کو ٹکوسا جرمنی کے زیرِ اہتمام ایک Bike tour کا پروگرام تھا۔ اس کا آغاز دعا کے ساتھ کیا گیا جو مکرم محترم پروفیسر حمید احمد صاحب سرپرست ٹکوسا جرمنی نے کروائی۔ محترم چوہدری صاحب کمزوری صحت کے باوجود تشریف لائے اللہ تعالیٰ صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔ اس بائیک ٹور میں ۔ 21۔ احباب شامل ہوئے علاوہ ازیں 4 اطفال نے بھی حصہ لیا۔ اس کے لئے احباب کو وقتاً فوقتاً احباب کو ترغیب دی جاتی رہی۔ الحمدللہ کہ بہت کامیاب رہا۔ پروگرام کے لئے مقام آغاز اور روٹ پلاننگ پہلے ہی بجھوا دی گئی تھی۔ تمام راستے سائیکلنگ کے ساتھ ساتھ پرانی یادوں اور نئے واقعات پر تفریحی گپ شپ جاری رہی۔ ٹور سے واپسی پر خاکسار کے ہاں ناشتے کا پروگرام تھا۔ حاضرین کی تواضع اور خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ گارڈن میں بیٹھ کر ہجولیوں نے کالج میں ہونے والے مشاعروں اور دوسری تقاریب کی جگالی کرتے رہے اور اس کے بعد اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اس طرح کے اور پروگرام بنانے کی خواہش کا اظہار کیا گیا۔ اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کو متحرک رکھنے کی یہ کوششیں جاری رہیں گی۔ ان شاءاللہ۔

عبدالغفور ڈوگر

صدر ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی

پہلے بائیک ٹور میں شامل ہونے والے احباب

مکرم مقصود باجوہ صاحب۔ مکرم شکیل احمد صاحب۔ مکرم سعید ناز صاحب۔ مکرم حمید الدین صاحب۔ مکرم حامد محمود صاحب۔۔ مکرم عبدالرازاق ڈوگر صاحب۔ مکرم عطاء العزیز صاحب۔ مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب۔ مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ مکرم شیخ منصور احمد صاحب۔ مکرم عدیل احمد صاحب۔ مکرم مبشر احمد صاحب کاہلوں۔ مکرم فلاح الدین صاحب۔ مکرم محمد افضل صاحب۔ مکرم لئیق احمد صاحب۔ مکرم عبدالحنان ڈوگر صاحب۔ مکرم عمر جمیل صاحب۔ مکرم عبدالقدوس خان صاحب مکرم راحیل غفور صاحب۔ عزیزم سراج خان صاحب (طفل)۔ عزیزم ایان غفور صاحب (طفل)۔ عزیزم صبحو خان صاحب (طفل)۔ (دو تین دوستوں نے باعث مجبوری صرف Walk میں حصّہ نہ لیا) پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب دعا کے بعد طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے گھر تشریف لے گئے۔ دوسری جانب ہمبرگ کے بائیک ٹور میں۔ مکرم رضاالدین احمد۔ ساجد محمود۔ فضل احمد خاں۔ رشید الدین۔ ثمر احمد اور عزیزم درمان احمد نے حصّہ لیا۔

ٹکوسا جرمنی کے نوجوانوں کے 28 جون 2020 کو فرینکفرٹ کے نواح میں بائیک ٹور کے پروگرام کی تصویری جھلکیاں

ہمبرگ سے سائیکل ٹور میں حصّہ لینے والے

مکرمان رضاء الدین احمد صاحب۔ ساجد محمود صاحب

عزیزان شمر

اور درمان

احمد۔ مہدی

احمد

آباد

بائیک ٹور علاقہ ہمبرگ۔ کیل۔ نیو میونسٹر

فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

(کلام جناب ابنِ آدم صاحب)

جو ہم پہ آزمائش کی گھڑی ہے
فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

اٹھا کر دیکھ لو تاریخِ عالم — سِتم سہنے میں سب سے بڑھ گئے ہم
پڑھیں کلمہ تو لگتی ہتھکڑی ہے
فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

دعا سے لگ گئے دشمن ٹھکانے — خطا جاتے نہیں اس کے نشانے
دعا ہی ایک جادو کی چھڑی ہے
فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

بڑے فرعون اور ہامان دیکھے — پھر ان کی موت کے سامان دیکھے
چِتا جلتی ہے اور سُولی گڑی ہے
فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

خدا ساتھی ازل سے صابروں کا — نشاں مٹتا رہا ہے جابروں کا
ہمارے صبر میں طاقت بڑی ہے
فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

چلا چل جب تلک کہ دم میں دم ہے — سفر اب ابنِ آدم دو قدم ہے
وہ منزل ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے
فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

امام وقت آیا فاتحانہ — مسیحا تیری ٹھوکر میں زمانہ
یہ دنیا تیرے قدموں میں پڑی ہے
فتح بھی اس کے پیچھے ہی کھڑی ہے

پرہیزی نظم

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے
وہاں تک چاہیئے بچنا دوا سے
لگے تجھ کو اگر جاڑے میں سردی
تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے کی گرانی
تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا
اگر ضعفِ جگر ہے کھا پپیتا
جگر میں گر ہو گرمی تو دہی کھا
اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا
تھکن سے ہوں اگر عُضلات ڈھیلے
تو گرما گرم فوراً دودھ پی لے
جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس
تو پھر ملتانی مصری کی ڈلی چوس
زیادہ گر دماغی ہے تیرا کام
تو ہمراہ شہد کے کھا میٹھے بادام
اگر ہو قلب کی گرمی کا احساس
مربہ آملہ کھا اور ساتھ اناس
جو دکھتا ہو گلا نزلے کے مارے
تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہیں درد سے کچھ دانت بے کل
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل
جو بد ہضمی سے ہے مطلوب افاقہ
تو دو ایک وقت کا کر لے فاقہ

(ہفت روزہ لاہور 2 جولائی 2005)

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے محسنین و معاونین جو ہماری خاص دعاؤں کے مستحق ہیں

		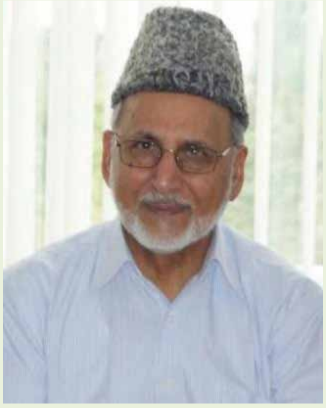
Dr. Muzaffar Ahmad	*Late Ch. Abdul Aziz Dogar*	*Dr Magmood Ahmad Tahir*
		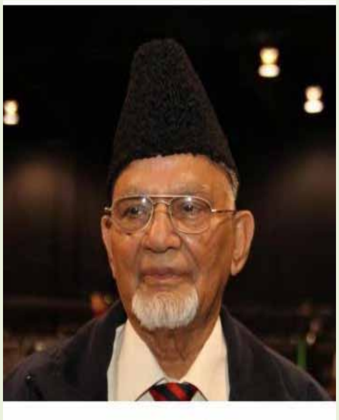
Mr Tahir Akhtar	*Abdul Ghafoor Dogar*	*Dr.Syed Muhammad Khairul Bashar*
Syed Mohammad Ahmad gardezi	*Tariq Gulfam Malik*	*Ch. Nunir Ahmad Bajwa*
Late Imam Bashir Ahmad Rafiq	*Ch. Farooq Ahmad*	*Late Maulana Fazal Elahi Anweri*

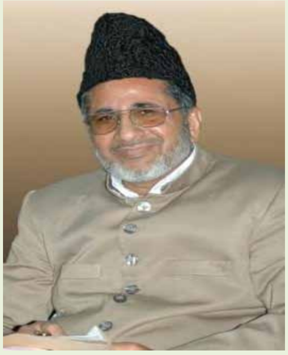	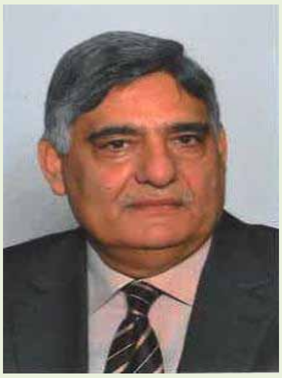	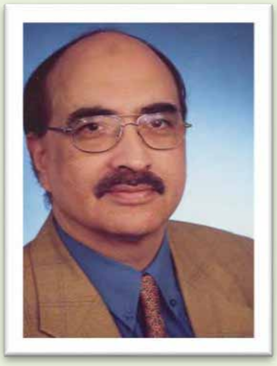
Maulan Haider Ali Zafar	*Abdul Shakoor Bhatt* *i*	*Dr. Naeem Ahmad Tahir*
Zaheer Ahmad	*Tariq Mahmood*	*Raja Abdul Rashid Javed*
Ch. Muhammad Columbus Khan	*Ikramullah Ranjha*	*Ch. Anis Ahmad*
Syed Ilyas Bashir Ahmad	*Prof. Hamid Ahmad Chaudhry*	*Ch. Naseer Ahmad*

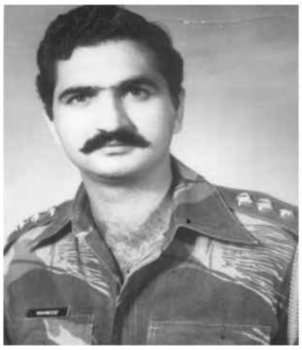		
Mahmood Ahmad Jehlami	*Daud Ahmad Cheema*	*Sheikh Mansoor Ahmad*
Saeed Ahmad Naz	*Ch. Habibullah Tar iq*	*Major Abdul Waheed Zafar Rana*
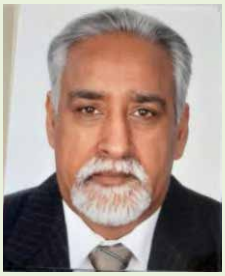		
Syed Iftikhar Ahmad	*Abdul Hannan Dogar*	*Razauddin Ahmed*
Danial Wadood	*Ata ul Jabbar*	*Mubarak Ahmad*
Mohammad Razzaq		

کرونا کے زمانہ میں نماز جمعہ اور عید الفطر کی ادائیگی کے دو مناظر